﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:– نصیر احمد قمر

جلد 19 — جمعۃ المبارک 06/اپریل 2012ء — 13/جمادی الاوّل 1433 ہجری قمری ❁ 06/شہادت 1391 ہجری شمسی — شمارہ 14

بہترین انجام کے مالک

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپا کر بھی اور اعلانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے گھر کا (بہترین) انجام ہے۔

(سورۃ الرعد:20تا23)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

الہام میں دخل شیطانی بھی ہوتا ہے۔ مگر جو شخص شیطان کے اثر کے نیچے ہوا سے نصرت نہیں ملا کرتی۔ نصرت اُسے ہی ملا کرتی ہے جو رحمان کے زیرِ سایہ ہو۔ اگر سچے کی عزت بھی ویسی ہو جیسے کہ جھوٹے کی تو پھر دنیا سے امان اُٹھ جاوے گا۔

جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دی جاتی ہے وہ بڑھتا ہے، وہ پھلتا اور پھولتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اُسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا وہ مثل جھاگ کے ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ جس کا مدار تقویٰ پر ہوگا اور جس کے خدا تعالیٰ کے ساتھ پاک تعلقات ہوں گے اسی کو نصرت ہوگی۔

(چونکہ اس وقت اہل اسلام میں سے بھی بعض مخالف اور منکر حضرت مسیح موعودؑ الہام کے مدعی ہیں اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو حضرت مرزا صاحب کے کاذب اور دجال ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ سے وحی ہوتی ہے اور ادھر بعض مذاہب غیر از اسلام میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو کہ اپنے مذہب کی تصدیق کے بذریعہ الہام مدعی ہیں اس لیے ایسے دعاوی کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر فرمائی جو کہ بہت ہی غور اور توجہ کے قابل ہے۔)

’’ہر ایک شخص اپنی حالت کے لحاظ سے معذور ہوتا ہے اس لیے ان میں فیصلہ کا ایک موٹا طریق ہے جسے ہم پیش کرتے ہیں۔ اس وقت مختلف اقوام جن کا اسلام سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے الہام کے مدعی ہیں۔ دس سال کا عرصہ گزرا کہ ایک دفعہ امرتسر سے ایک سکھ کا خط آیا کہ مذہب سکھ کے سچا ہونے کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے۔ اور ایسے ہی ایک انگریز نے الہ آباد سے لکھا کہ مجھے عیسویت کے سچا ہونے کی نسبت الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی ہے۔ اور ایک مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جن کو مَیں نیک جانتا ہوں ان کی اولاد امرتسر میں ہے۔ اُن کو بھی دعویٰ الہام کا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے اور مرزا صاحب کاذب اور دجال ہیں۔ پھر ادھر ہماری جماعت میں بھی ہزارہا ایسے آدمی ہیں جن کو الہام اور رؤیا کے ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے تصدیق کی ہے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے اور یہی ذریعہ ان کی بیعت کا ہوا ہے۔ تو اَب ان مختلف اقسام کے الہاموں میں جلدی سے فیصلہ کرنا تقویٰ سے بعید ہے۔ اس لیے مَیں جلدی کو پسند نہیں کرتا۔ انسان کو چاہیے کہ صبر اور دعا سے کام لے اور تقویٰ کے پہلو کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا (النحل: 129)

اس وقت خود اسلام میں کئی فرقے موجود ہیں جو کہ ایک دوسرے کی تردید کر رہے ہیں۔ پھر دوسرے مذاہب کے حملے الگ ہیں۔ ایک کتاب ’’ترکِ اسلام‘‘ لکھی گئی تھی اور اب ایک ’’تہذیب الاسلام‘‘ لکھی گئی ہے جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت فحش اور شرمناک حملے کئے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کُل مذاہب اور فرقوں میں ایک جنگ چل رہی ہے اور ہر ایک کا دعویٰ یہی ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ پس ایسی حالت میں فیصلہ کرنا ایک آسان امر نہیں ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کو فہم دے اور رُشد عطا کرے اور یا انسان خود جلدی نہ کرے اور صبر اور دعا سے کام لے تا کہ وقت پر حقیقت کھل جاوے کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے کیونکہ جھوٹے مذہب کے ساتھ اس کی نصرت اور تائید کبھی شامل نہیں ہو سکتی۔ اگر جھوٹے مذہب کی بھی وہی خاطر خدا تعالیٰ کو ہو جو کہ سچے مذہب کی ہوتی ہے تو پھر سچ اور جھوٹ کا امتیاز کرنا محال ہو جائے گا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ قرآن شریف میں درج ہے یہ جواب دیا کہ اِعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ اِنِّیۡ عَامِلٌ (الانعام:136) کہ اگر تم لوگوں پر میرا سچا ہونا مشتبہ ہے تو تم بھی اپنی اپنی جگہ عمل کرو۔ مَیں بھی کرتا ہوں انجام پر دیکھ لینا کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے۔ جو امر خدا کی طرف سے ہوگا وہ بہرحال غالب ہو کر رہے گا۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ (یوسف:22) ان مختلف الہامات کے فیصلہ کے لیے بھی دراصل یہی معیار ہے کیونکہ ایک طرف تو اہل اسلام الہام کے مدعی ہیں دوسری طرف سکھ وغیرہ بھی۔ پس اگر یہ سب الہامات خدا کی طرف سے سمجھے جائیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خدا بھی بہت سے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ سب ایک ہی کا کلام ہے تو آپس میں ایک دوسرے کی ضد کیوں ہیں کہ وہی خدا ایک کو کہتا ہے کہ فلاں شخص سچا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے کہ جھوٹا ہے۔

پس اس میں فیصلہ کی جو آسان ترین راہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک قول ہوتا ہے اور ایک فعل۔ اگر قول میں اختلاف ہے تو اب فعل کی انتظار چاہیئے۔ قول پر اگر فیصلہ کا مدار رکھا جاوے تو اس کی نظیر دوسری جگہ نکل آتی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ تم کذّاب ہو۔ لیکن فعل کو کہاں چھپائیں گے۔ اس کی مثال تو ایک سورج کی ہے جس کی رؤیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ قول سے مراد ہماری وحی الٰہی ہے اور فعل سے نصرت اور تائیدات الٰہیہ۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فعل کو دکھلاؤ تو یاد رہے کہ اس کا جلدی ظاہر کرنا ہمارا اپنا اختیار نہیں ہے اور کسی نبی کے اختیار میں بھی یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ آیات اللہ کو جب چاہے دکھا دیوے۔ ہاں خلق اللہ کی خاطر ان کو اس قسم کے اضطراب ضرور ہوتے ہیں اور وہ خواہاں ہوتے ہیں مگر آخر آیات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اپنے مصالح سے ان کو کھولتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بڑا اضطراب تھا تو خدا تعالیٰ نے وحی کی کہ تُو آسمان پر زینہ لگا کر جا اُن کو نشان لا دے۔

اگر ہم کذّاب اور دجّال ہیں تو صبر کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ وَاِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ (المومن:29) جب سے دنیا قائم ہوئی ہے یہ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کاذب کی تائید کر کے سچوں کو شکست دی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپؐ کے مقابلہ پر الہام کے مدعی موجود تھے اور وہ آپ کو جھوٹا خیال کرتے تھے۔ مسیلمہ کذّاب بھی انہی میں تھا۔ اگر قول پر مدار ہوتا تو اشتباہ رہتا مگر آخر فعل الٰہی نے فیصلہ کر دیا۔ دیکھ لو کہ اب کس کے دین کا نقارہ بج رہا ہے۔ کس کا نام روشن ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دی جاتی ہے وہ بڑھتا ہے، وہ پھلتا اور پھولتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اُسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا وہ مثل جھاگ کے ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

دنیا میں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے؟

(حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر فرمودہ 9 اکتوبر 1946ء بمقام دہلی سے ایک اہم اقتباس)

"دنیا میں امن پیدا کرنے کے دو ہی ذریعے ہیں کہ یا تو اختلاف کو مٹا دیا جائے اور مکمل اتحاد کی صورت پیدا کر لی جائے اور یا پھر اس اختلاف کو برداشت کیا جائے۔

دنیا میں جب بھی نبی آتے ہیں تو لوگ ان کو مارتے اور دکھ دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لڑائی یہودیوں سے اس لئے نہ تھی کہ تم مجھے ضرور مانو بلکہ اس لئے تھی کہ یہودی آپ کو مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور یہ اختلاف پیدا نہ کرو۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ والوں سے لڑائی اس لئے نہ تھی کو تم مجھے ضرور مانو بلکہ اس لئے تھی کہ مکہ والے آپ کو اس بات پر مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور ہماری قوم میں اختلاف پیدا نہ کرو ہم تمہارے اس اختلاف کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔

یہی وجہ لڑائی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون نے پیدا کی اور یہی وجہ ہندوستان کے نبی کرشن اور رام چندر کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی اور یہی وجہ ایران کے نبی زرتشت کے زمانے میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی اور یہی وجہ چین کے نبی کنفیوشس کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی۔ تمام زمانوں میں انبیاء سے لڑائی کی وجہ یہی تھی حالانکہ نبیوں نے کسی کو اپنے ماننے کے لئے مجبور نہیں کیا، ہاں دشمن مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا دعویٰ چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عرب میں غلبہ عطا کیا تو آپ نے بحرین کے بادشاہ کے پاس وفد بھیجا اور ساتھ ہی اپنا ایک خط بھی دیا جس کی بناء پر وہ مسلمان ہو گیا جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ میرے علاقہ میں جو عیسائی اور مجوسی وغیرہ رہتے ہیں ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ آپ نے اس کو لکھوایا کہ غیر مذہب والے کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اور نہ ہی اس کو اپنے ملک سے نکالو جو لوگ اپنے مذہب پر رہنا چاہیں انہیں اپنے مذہب پر ہی رہنے دو ہاں ان سے ٹیکس وصول کرو اگر وہ ٹیکس ادا کرتے جائیں تو تمہیں ان پر کسی طرح دباؤ ڈالنے کی اجازت نہیں۔

اسلام کا یہ طریق بتاتا ہے کہ اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ ضرور اسلام میں داخل ہو بلکہ وہ اختلاف کو برداشت کرتا ہے۔

پس فساد کی وجہ صرف اختلاف نہیں بلکہ ایسا اختلاف ہے جس کے چھوڑنے کے لئے دوسرے کو مجبور کیا جائے اور دوسروں کو اپنے اندر شامل رہنے پر مجبور کیا جائے۔

دوسروں کو اپنے اندر شامل رکھنے کے لئے مجبور کرنا بظاہر اتحاد نظر آتا ہے مگر یہی چیز فساد کا منبع ہے۔ جب کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیتے تھے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم اختلاف کو دور کرنا چاہتے اور قوم میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ کی قوم کو فرعون نے تکلیفیں دیں تو وہ بھی یہی دعویٰ کرتا تھا کہ میں قوم کو متحد کرنا چاہتا ہوں اور قوم کو ایک کرنا چاہتا ہوں لیکن حضرت موسیٰ اور اس کے ساتھی قوم کے لئے افتراق کا باعث بن رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی لئے تکالیف دی گئیں کہ یہ شخص قوم میں اختلاف کی روح پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس طرح قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اسے اس کام سے باز رکھنا چاہئے۔ تو دعویٰ سب کا یہی تھا کہ ہم اختلاف کو دور کرنا چاہتے ہیں اور قوم کو ایک کرنا چاہتے ہیں مگر کسی قوم کا جبری طور پر اختلاف کو مٹانا ہی فساد کا موجب ہے۔

جب ایک شخص کسی اصولی بات پر دل سے قائم ہے تو وہ اسے جبراً چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا اور جب اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس بات کو چھوڑے تو لازمی بات ہے کہ لڑائی ہوگی اور وہی بات جو بظاہر اتحاد کا ذریعہ نظر آتی ہے فساد اور جھگڑے کا موجب بن جائے گی۔

اگر کوئی شخص سوال کرے جب مذہب ایک نہیں ہو سکتا اور یہ چیز امن کے لئے ضروری ہے تو پھر کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل ہم میں سے ہر آدمی اپنے اندر تحقیق کا مادہ پیدا کرے اور ہر شخص بغور دیکھے کہ جس مذہب کو وہ مانتا ہے کیا اس کے پاس واقعہ میں اس مذہب کے سچا ہونے کے دلائل بھی موجود ہیں یا اندھا دھند والدین کی تقلید کر رہا ہے۔ وہ اپنے مذہب کو بھی دیکھے اور غور کرے اور دوسرے مذاہب کا بھی مطالعہ کرے اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اس کے سوچ بچار اور تحقیقات کا نتیجہ چاہے صحیح نکلے یا غلط، بہرحال ہر انسان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ مذاہب کا مطالعہ کرے اور جو مذہب اسے سچا معلوم ہو اسے اختیار کرے۔ بغیر تحقیق کے کسی مذہب کو مان لینا انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف: 109) یعنی میں اور میرے ماننے والے کیوں حق پر ہیں اس لئے کہ ہم نے اسے بصیرت کے ساتھ قبول کیا ہے لیکن تم اس لئے غلطی پر ہو کہ تم نے بصیرت کے ساتھ اس مذہب کو نہیں مانا بلکہ تم اپنے آباء واجداد کا مذہب سمجھ کر اسے مانتے آ رہے ہو۔ تمہارے پاس اس کے سچا ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ خدا کا ایک ہونا درست ہے یا تین خداؤں کا عقیدہ رکھنا درست ہے، یہ چیز زیر بحث نہیں۔ بلکہ اصل بات ہے کہ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف: 109) ہم نے جو کچھ مانا ہے وہ تحقیق کر کے مانا ہے، دلائل اور شواہد کے ساتھ مانا ہے حالانکہ ہمارے آباء واجداد ان باتوں کو نہیں مانتے تھے۔ لیکن تم جو کچھ مانتے ہو وہ محض آباء واجداد کی اندھا دھند تقلید ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

پس یہ نہایت ضروری امر ہے کہ ہر شخص تحقیقات کے بعد اپنا مذہب خود اختیار کرے۔ لیکن جب تحقیق کرنے لگے تو اسے یہ عہد کر لینا چاہئے کہ اگر مجھے حق مل گیا تو میں اس کے قبول کرنے میں ضد اور تعصّب سے کام نہیں لوں گا بلکہ اپنی عقل اور فکر سے کام لے کر سوچوں گا کہ ایک سچے مذہب میں جن امور کا پایا جانا ضروری ہے کیا وہ میرے تجویز کردہ مذہب میں بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں اور اگر نہ پائے جائیں تو مجھے اس کے چھوڑنے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا۔

یہ خیال کر لینا کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا مانتے چلے آئے ہیں وہی درست ہے اور اب ہمارا بھی فرض ہے کہ اس کو مانیں اور اپنی ذاتی عقل اور فکر سے کام نہ لیں ایک ایسا خیال ہے جو کسی طرح سے بھی درست نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر تمہارے ماں باپ کا مذہب ہی تمہارے لئے کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں عقل نہ دیتا بلکہ تمہارا حصہ بھی تمہارے ماں باپ کو دے دیتا جنہوں نے تمہارے متعلق فیصلہ کرنا تھا اور جن کی تم نے پیروی کرنی تھی۔ اس لحاظ سے تو عقل کی صرف انہیں ہی ضرورت تھی تمہیں ضرورت نہ تھی پھر تم کو اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور کیوں دیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فعل عبث نہیں ہے بلکہ اس نے تمہیں عقل اس لئے دی ہے کہ تم اس سے کام لو اور اس کے ذریعہ حق و باطل میں تمیز کر سکو۔ پس یہ ایک بیوقوفی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دماغ تو دے دیا لیکن اب اس سے سوچنے اور کام لینے کی ضرورت نہیں۔ جب تک انسان میں دماغ موجود ہے اس کو نیکی اور بدی کی پہچان اور حق و باطل میں خود تمیز کرنی چاہئے۔ یہ ایک اہم فریضہ ہے جو اس کے ذمہ لگایا گیا ہے۔

پس اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ دینی اصولوں میں ماں باپ کا فلسفہ کافی نہیں بلکہ اس کے متعلق پورے طور پر تحقیقات کرنا تمہارا فرض ہے اور تحقیق حق کر کے کسی مذہب کو ماننا ہی انسان کی جسمانی اور روحانی زندگی کو کوئی فائدہ دے سکتا ہے اور تحقیق کر کے ماننا ہی مذہب کی جان ہے۔

مَیں نے سینکڑوں مسلمان نوجوانوں سے پوچھا ہے کہ تم مسلمان کیوں ہو اور اسلام میں کیا خوبی ہے جس کی وجہ سے تم نے اسے اختیار کیا ہے۔ تو وہ جواب دیتے ہیں ہمیں تو پتہ نہیں۔ اور مَیں نے سینکڑوں مسلمان نوجوانوں سے پوچھا ہے کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں مانتے ہو؟ کہتے ہیں کبھی غور نہیں کیا۔ مَیں ایک مذہبی جماعت کا امام ہوں اس لئے لوگ مجھ سے اکثر ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں اور میں ان سے اس قسم کے سوالات بعض اوقات پوچھ لیتا ہوں۔ لیکن اُن میں سے اکثر یہی جواب دیتے ہیں کہ کبھی غور نہیں کیا۔ میں ایسے لوگوں کو کہا کرتا ہوں کہ تم اسلام کے نام پر لڑنا تو شروع کر دیتے ہو مگر تم نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم مسلمان کیوں کہلاتے ہیں۔

اسی طرح مَیں نے کئی ہندوؤں سے پوچھا ہے کہ آپ کیوں ہندو مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں؟ کونسی خوبی ہے جو ہندو مذہب میں ہے اور دوسرے کسی مذہب میں نہیں؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے ہندو مذہب کی کوئی کتاب نہیں پڑھی یا ہم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ اب اس قسم کا مذہب نسلی مذہب تو کہلا سکتا ہے لیکن حقیقی مذہب نہیں کہلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اب لوگوں میں صرف نسلی مذہب رہ گیا ہے اصلی مذہب کی جستجو ان کے دلوں میں نہیں رہی۔

پس اسلام اختلاف کو جائز قرار دیتا ہے اور سختی کے ساتھ اس بات سے روکتا ہے کہ اختلافِ مذہب کی وجہ سے آپس میں جنگ وجدال کیا جائے۔

اصل بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تحقیقات کرنے کے عادی ہیں وہ اختلاف کی وجہ سے لڑتے ہی نہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب میرا حق ہے کہ مَیں تحقیق حق کر کے کسی نتیجہ پر پہنچوں تو دوسرے شخص کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ بھی تحقیق کرے۔ دیکھ لو سائنسدان کبھی آپس میں اختلاف کی وجہ سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ایک سائنسدان نے ایک لمبی تحقیق کے بعد ایک تھیوری نکالی لیکن کچھ عرصہ کے بعد کسی دوسرے سائنسدان نے اس کی تحقیقات کو غلط ثابت کر دیا اور اس نے ایک جدید تھیوری قائم کر دی مگر باوجود اس کے کہ وہ ایک دوسرے کی تھیوریوں کو غلط ثابت کرتے چلے جاتے ہیں ان میں کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا کہ تم نے میری تھیوری کو کیوں غلط قرار دے دیا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح میرا حق ہے کہ میں کبھی کوئی تھیوری نکالوں اسی طرح دوسرے کا حق ہے کہ وہ بھی تحقیقات کرے اور اگر اسے مجھ سے کوئی بہتر چیز معلوم ہو تو وہ بے شک میری بات کو غلط قرار دے دے۔ لیکن عام لوگ یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ چاہے کچھ ہو ہم نے اپنے ماں باپ کے مذہب کو نہیں چھوڑنا اس لئے وہ دوسرے مذاہب کے خلاف اپنے دلوں میں ضد اور عداوت لئے بیٹھے رہتے ہیں۔

پس پہلی بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص تحقیق حق کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ضد نہ کرے اگر تحقیقات کرنے کے بعد اس پر حق کھل جائے تو اسے بخوشی تسلیم کر لے اور اس کے قبول کرنے میں کسی تساہل سے کام نہ لے۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہوگی کہ ایک شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق بات کیا ہے لیکن وہ اس کے قبول کرنے سے گریز کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دفعہ حق کے قبول کرنے میں کئی قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں لیکن ان تکالیف سے ڈر کر حق کو چھوڑ دینا بھی نہایت ہی کم ہمتی ہے۔ گلیلیو (Galileo) (1564ء۔1642ء) نے یہ تحقیقات کی کہ زمین چپٹی نہیں بلکہ گول ہے۔ جب یہ خبر شائع ہوئی تو پوپ نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا کہ یہ بات بائبل کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس فتویٰ کی وجہ سے گلیلیو پر لوگوں نے مظالم کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ مدت تک وہ ان مظالم کو برداشت کرتا رہا آخر تنگ آ کر اس

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر190

خاندانِ صلاحات(2)

گزشتہ قسط میں ہم نے فلسطین کے ایک مخلص خاندان کے بعض افراد کی بیعت کے واقعات کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں اس خاندان کی ایک اور مخلص خاتون کا ذکر کیا جائے گا۔

مکرمہ سوسن فرحان سعادہ صاحبہ(ام یزن)

ہم ذکر کرآئے ہیں کہ مکرم محمد صلاحات صاحب نے خود بیعت کرنے کے بعد اپنی والدہ کو تبلیغ کی جنہوں نے بفضلہٖ تعالیٰ بیعت کرلی۔اس کے ساتھ ساتھ محمد صلاحات صاحب نے اپنے بھائیوں اور بھاوج کو بھی تبلیغ کے ساتھ ساتھ کچھ کتب ولٹریچر بھی ان کی طرف بھیجنا شروع کردیا۔ان کی تبلیغ سے ان کے ایک بھائی مکرم ماہر صلاحات اور دوسرے بھائی کی بیوی مکرمہ سوسن فرحان صاحبہ نے بیعت کرلی۔ہماری درخواست پر مکرمہ سوسن فرحان صاحبہ نے اپنے اس روحانی سفر کی داستان ارسال کی ہے وہ انہی کی زبانی قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

خاندانی پس منظر

میری پرورش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جسے دین کے ساتھ کوئی بھی نسبت نہ تھی۔بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ دین اور اس کی روح سے کوسوں دور تھا۔نہ اس گھر میں کبھی نماز ادا ہوئی نہ قرآن پڑھا گیا بلکہ اس کے برعکس دنیاوی جھمیلوں کی بھرمار تھی اور دنیاداری اس قدر غالب تھی کہ بعض اوقات دنیاوی دھندوں اور خساروں کی وجہ سے زچ ہوکر بعض افرادِ خانہ خدا تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کو بھی بُرا بھلا کہنے سے باز نہ آتے تھے۔

غمِ تنہائی

ابھی میری عمر چار سال ہی تھی کہ والد صاحب کی وفات ہوگئی۔والدہ دائمی مریضہ تھیں،ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے اس رِستے زخم کو دیکھ دیکھ کر جب مَیں کچھ بڑی ہوئی تو تنہائی کے احساس نے میرے اندر غموں کے کئی باب کھول دیئے۔میرے اپنے گھر میں میری کوئی بہن نہ تھی صرف ایک بھائی تھا۔اسی طرح پورے خاندان میں بھی میرے چچاؤں پھوپھیوں اور ماموؤں وخالاؤں وغیرہ کے بچے یا تو مجھ سے بہت بڑے تھے یا بہت چھوٹے۔میری عمر کا کوئی نہ تھا۔اس بات نے ایک عجیب خلا پیدا کردیا تھا جس میں محرومیوں کی فصلیں اگتیں اوران پر غم وحزن کا ہی بار آتا تھا۔

مذہب کی طرف میلان

دین سے لاتعلق فضا میں رہنے کے باوجود مجھے مذہب سے لگاؤ تھا۔مجھے دینِ اسلام اوراس کے شعائر اور عبادات اوراس کی باتوں سے خالی ماحول میں رہنے سے سخت کوفت محسوس ہوتی تھی۔مجھے نماز پڑھنا اچھا لگتا تھا لیکن گھر میں کوئی بھی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔اس لئے میری کوشش ہوتی تھی کہ جب بھی ممکن ہو مَیں اپنی دادی کے پاس جاکر رہوں تا ان کے ساتھ نماز ادا کرسکوں۔

ہمارے علاقے میں عورتوں میں یہ عادت ہے کہ مجلسیں لگا کر بیٹھ جاتی ہیں جن میں اکثر غیبت ہوتی ہے اور لغویات میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔مجھے ایسی مجالس سے سخت نفرت تھی۔مَیں اکثر اس موضوع پر اپنی والدہ سے بحث کرتی اور انہیں کہتی کہ اسلام یہ نہیں کہ کلمہ پڑھنے کے بعد پھر جو جی چاہے کیا جائے بلکہ ہمارے اخلاق بھی بدلنے چاہئیں۔اور ہمارے موجودہ اخلاق بہرحال اسلامی نہیں ہیں۔لیکن یہ جذبات مادہ پرستی کے بوجھ کے نیچے دب کرہی رہ جاتے تھے۔

شادی

جیسا کہ مَیں نے عرض کیا کہ میری والدہ ایک دائمی مریضہ تھیں اور مجھے احساس تھا کہ اب عمر زیادہ دیر تک ان کے ساتھ وفا نہیں کرے گی۔انہیں اس بات کا خوف رہتا تھا کہ وہ مجھے بیاہے بغیر نہ کہیں فوت ہو جائیں۔چنانچہ جب میری عمر 16 برس کی ہوئی اور ہمارے محلے سے ہی ایک رشتہ آیا تو میری والدہ نے میری مرضی پوچھی جس کے ساتھ اپنی دیرینہ خواہش کا بھی اظہار کردیا۔مَیں اس وقت سکول میں پڑھتی تھی اور ہر سال پوزیشن لیتی تھی۔لیکن والدہ کی رضا کی خاطر مَیں نے پڑھائی چھوڑ کر شادی پر رضامندی کا اظہار کردیا۔اس لئے بھی کہ شادی کے بعد مَیں نے اسی محلے میں ہی رہنا تھا جہاں سے مجھے والدہ صاحبہ کا خیال رکھنے میں بھی کوئی دشواری نہ تھی۔

شادی کے بعد مَیں نے آزادانہ زندگی بسر کرنی شروع کردی جس میں گانے سننے اور دنیاوی فضول خرچیوں اور لغویات جیسے امور میں مشغول رہنا معمول کی بات تھی۔کبھی کبھی میرے اندر دین کی طرف میلان کی شمع روشن ہوجاتی تو مَیں کچھ دنوں کے لئے توبہ کرکے نماز وغیرہ بھی ادا کرتی اور ٹی وی پر دینی چینلز دیکھتی لیکن دنیا کی چکا چوند کے آگے ہار جاتی اور میرا عزم ٹوٹ جاتا چنانچہ دوبارہ میں اسی لغویات سے بھری دنیا کی طرف لوٹ جاتی۔

شادی کے تین سال بعد میری والدہ صاحبہ کی وفات ہوگئی۔میرا خاوند کام کے سلسلہ میں کئی کئی دن گھر سے باہر رہتا تھا اور اب گھر میں سوائے اپنے دو بچوں کے میرے ساتھ کوئی نہ ہوتا تھا۔لہذا اکثر اوقات تنہائی کا احساس ہی دامنگیر رہتا تھا۔

بعض عقائد کا بیان اوران پر تبصرہ

مجھے قیامت کے دن سے بہت خوف آتا تھا اس لئے مَیں ہمیشہ اس بات کو مدّنظر رکھ کر اپنے اعمال کا جائزہ لیتی تو میرا خوف مزید بڑھ جاتا۔مجھے عذابِ قبر سے بھی بہت ڈر لگتا تھا اور خواہش تھی کہ مجھے روحانی اطمینان وسکون نصیب ہوجائے لیکن نیک اعمال کی قلت اکثر مجھے پریشانی میں مبتلا کردیتی۔

مروّجہ طرزفکر کے زیرِ اثر میرا بڑا پکا ایمان تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور اُمّت کو دیگر اقوام کی غلامی سے تلوار کے زور پر آزاد کروائیں گے نیز تلوار کے زور سے ہی جبرًا لوگوں کو اسلام میں داخل کریں گے۔لہذا مجھے بڑی شدت کے ساتھ اس دن کا انتظار تھا۔

آسمان سے آنے والا مسیح!

مکرمہ سوسن فرحان صاحبہ کے بیان کردہ عقائد وہی غلط عقائد ہیں جو آج بھی بعض مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں اور یہی وہ غلط طرزفکر ہے جو اسلام پر چاروں طرف سے اعتراضات کے تیر برسانے کا باعث بنی ہے۔گو جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ بہت ہی بنیادی اختلافی مسائل میں سے ہیں اور جماعت کے لٹریچر میں ان موضوعات پر بفضلہٖ تعالیٰ بکثرت مواد موجود ہے۔

جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کا تعلق ہے تو قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ سے ان کی وفات ثابت ہوتی ہے جس کی بنا پر یہ عقیدہ بالبداہت باطل ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا بطلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے حوالے سے بھی فرمایا ہے جس میں آپؐ نے آنے والے مسیح کو سلام کہا ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ عجب بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو سلام کہا ہے اور وصیت کی ہے کہ مسیح موعود کو میرا سلام کہہ دینا۔اب اگر آنے والا مسیح وہی ہے جو آسمان پر نبیوں کے درمیان موجود ہے تو وہ تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوکر دُنیا میں آئے گا۔چاہیئے تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام لے کر مسلمانوں کے پاس آتا نہ یہ کہ جب وہ یہاں آوے تو اس جہان کے لوگ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچائیں۔یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ’’گھر سے مَیں آؤں اور خبریں تم سناؤ‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سلام پیغام صاف بتلاتا ہے کہ وہ اُمت میں سے پیدا ہونے والا ایک شخص ہے جس کی ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں ہوئی۔‘‘(ملفوظات جلد 9 صفحہ 230۔مطبوعہ لندن)

خونی مہدی ومسیح!!

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جبر واکراہ سے اسلام پھیلانا یا خونی مہدی کا تصور بھی نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ کئی اسلامی تعلیمات میں تحریف اوران کو نسخ کرنے کا باعث ٹھہرتا ہے مثلاً:

۞......قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ: لَا إِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (البقرة:257) یعنی دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔لیکن مذکورہ طرزفکر کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر گویا اس آیت کو منسوخ کردیں گے اور قرآنی تعلیمات کے خلاف جبر کی تلوار سونت کر لوگوں کو زبردستی مسلمان بنائیں گے۔

۞......قرآن کریم کا ارشاد ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل:126) یعنی خدا کے راستے کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ بُلا اور لوگوں سے اس طریق پر بحث کر جو سب سے بہترین ہو۔لیکن عیسیٰ علیہ السلام نہ حکمت کے ساتھ انہیں بلائیں گے نہ موعظہ حسنہ فرمائیں گے نہ ہی بہترین طریق پر بحث کریں گے بلکہ تلوار نکال کر کھڑے ہوجائیں گے اور اسلام کو قبول کرنے سے انکاری لوگوں کی گردن اڑادیں گے۔یوں یہ بہترین تعلیم بھی گویا عیسیٰ علیہ السلام کے وقت منسوخ ہوجائے گی۔

۞...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حکم ہوتا ہے کہ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ۔لَّسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ (الغاشیة: 23-22) یعنی تیرا کام نصیحت کرنا ہے پس تو نصیحت کرتا چلا جا،تو ان پر داروغہ نہیں ہے۔لیکن عیسیٰ علیہ السلام اس کے بالکل برعکس نہ صرف داروغہ بن جائیں گے بلکہ تذکیر اور نصیحت کو چھوڑتے ہوئے محض تلوار کی شریعت نافذ کریں گے۔

۞......آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حکم ہوتا ہے یَا أَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (المائدة:68) یعنی اے رسول خدا کی نازل کردہ تعلیم کو پھیلانے کے لئے تبلیغ کریں کیونکہ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ (الکہف:30) یعنی حق خدا کی طرف سے واضح ہوگیا ہے اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہ آیات بھی گویا منسوخ ہوجائیں گی کیونکہ وہ تبلیغ نہیں کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کو صحیح اسلامی تعلیم کا علم نہ ہوگا اس کے باوجود انکار کرنے والوں کے سرتن سے جدا ہوجائیں گے۔

۞......اس طرح یہ بھی سوچنے والی بات ہے کہ لوگوں کو مسلمان کرنے سے آخر مقصد کیا ہے؟ کیا منافقوں کی جماعت پیدا کرنی ہے جو بظاہر تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوجائے اور دل سے کافر ہی رہے۔کیونکہ تلوار دلوں میں تو ایمان پیدا نہیں کرسکتی۔جبکہ نبی کی آمد کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ مؤمنین اور مخلصین باخلاق لوگوں کی ایک جماعت پیدا کرے۔اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔فرمایا:وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّهُمْ جَمِیْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔(یونس:100) یعنی نبی کی بعثت کا مقصد یہ تو نہیں کہ محض عددی طور پر سب کو اس کی جماعت میں داخل کردیا جائے بلکہ اصل مقصد نیک وپارسا لوگوں کی جماعت قائم کرنا ہے۔اور جبر واکراہ سے نیکی وپارسائی پیدا نہیں کی جاسکتی۔جب اس قسم کے جبر واکراہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام پھر کس شریعت کی پیروی میں جبر واکراہ کی تلوار اٹھائیں گے؟

الغرض یہ سراسر غیر اسلامی نہج ہے جو قرآن اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔کیا ایسے دین کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے جس میں عقل و منطق اور دلیل کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قتل و خون اور جبر و اکراہ کی زبان سے بات ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کیا ایمان کبھی درشتی سے دلوں میں اتر سکتا ہے اور حجت اللہ اکراہ سے کسی کے دل کو فریفتہ کرسکتی ہے؟ وہ تو اور بھی الزام کا موجب ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز لٹھم لٹھا ہونے کے دلیل کوئی نہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307۔مطبوعہ لندن)

پھر حضورؑ نے ایسے جہاد کے بارہ میں فرمایا:

''سب سے اول تو انہیں مسلمانوں سے کرنا چاہئے کہ جنہوں نے دین کو تباہ کردیا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 367۔مطبوعہ لندن)

پھر فرمایا:

''مسیح موعود دنیا میں آیا تا کہ دین کے نام سے تلوار اُٹھانے کے خیال کو دور کرے اور اپنی حجج اور براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں۔بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اُس کے حقائق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔اس لیے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزورِ شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لیے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 176۔مطبوعہ لندن)

اس تبصرہ کے بعد اب ہم دوبارہ مکرمہ سوسن فرحان صاحبہ کی باقی کہانی کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔وہ کہتی ہیں:

نماز کا التزام

مَیں نماز کی پابند نہ تھی بلکہ حد درجہ کی سستی اور لاپرواہی تھی۔ایک عرصہ تک یہی حالت رہی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک رؤیا دکھایا جس کے بعد مَیں بفضلہٖ تعالیٰ نماز کی پابند ہوگئی۔مَیں نے رؤیا میں ایک عورت کو دیکھا جس نے مجھے ایک نہایت خوبصورت جائے نماز دیا اور مجھے تاکید کی کہ مَیں اس پر باقاعدگی سے نماز ادا کیا کروں۔چنانچہ خواب میں ہی مَیں نے نماز شروع کردی۔اس رؤیا کے بعد مَیں نے نماز مکمل پابندی کے ساتھ ادا کرنا شروع کردی۔

اگلی قسط میں ہم مکرمہ سوسن فرحان صاحبہ کے جماعت سے تعارف اور اس کے بعد کے واقعات کا تذکرہ کریں گے۔انشاءاللہ۔

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔چند جھلکیاں
از صفحہ نمبر 16

بدنام زمانہ قوانین کی تنفیذ کی غیر معمولی لہر

ساری دنیا کے ممالک میں بُرے قوانین موجود ہوتے ہیں لیکن باشعور اقوام اگر ان کو دستور کی کتاب سے حذف نہ کرواسکیں تو اتنی عقل مندی ضرور کرتی ہیں کہ ایسے مشکل امور کے متعلق اصولی فیصلہ کرلیتی ہیں کہ ہم انہیں بار بار استعمال نہیں کریں گے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ ظالم قوانین خود بخود محو ہوجائیں گے۔لیکن شاید پاکستان اتنا خوش قسمت نہیں کہ یہاں اتنی معمولی عقل سمجھ والے افراد ہی ارباب اختیار ہوتے۔یہاں حکومتی مشینری میں بھی اور عام معاشرے میں بھی ایسے سرپھرے موجود ہیں جو نہ صرف ایسے ظالمانہ قوانین کو ذاتی جدوجہد کرکے زندہ رکھے ہوئے ہیں بلکہ افراد اور معاشرے کے لئے ضرر رسانی کے لئے بدل وجان کمربستہ اور کوشاں ہیں۔اور اس بابت سب سے بڑی مثال ''گستاخی اور توہین کے قانون'' کی ہے۔نیز ''امتنائے قادیانیت'' شقیں پاکستان کی بدنامی اور سیاہی میں غیر معمولی اضافہ کا موجب بن رہی ہیں۔انسانی حقوق کے متعلق کام کرنے والی تنظیمیں عام طور پر مذکورہ بالا قوانین کو بُرے قوانین کی فہرست میں شامل ہی نہیں کرتی ہیں۔

لیکن زیادہ لوگ احمدیت مخالف قوانین سے پہنچنے والے شر اور نقصانات کا درست اندازہ کرنے سے ہی قاصر ہیں۔مثلاً 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کے بدنام زمانہ آرڈیننس XX کے اجراء کے بعد سے اب تک ہزاروں احمدیوں کو محض عقیدہ و مذہب کی بنا پر شدید نوعیت کے فوجداری مقدمات قائم کرکے پریشان کیا گیا ہے۔

ایک دفعہ تو حد ہی ختم ہوگئی یعنی چند سال قبل PPC 298-C کے تحت شہر ربوہ کی ساری آبادی کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور تاحال اس مقدمہ کو مکمل قانونی شرائط کے مطابق ختم نہیں کیا گیا ہے۔دوسو ننانوے احمدیوں کو سراسر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کی وجہ سے ''توہین کے قانون'' کی بنیاد پر مقدمہ بازی کا سامنا کرنا پڑا۔ستمبر 2011ء میں احمدیوں کی طرف سے جاری اعداد و شمار کے مطابق 1984ء کے بعد سے پاکستان میں ایک بھی رات ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ایک نہ ایک احمدی محض اللہ کو اللہ کہنے کے جرم میں سلاخوں کے پیچھے نہ رہا ہو۔

حال ہی میں، پاکستان کی احمدیہ جماعت نے پولیس کے پاس اندراج شدہ مقدمات کا ریکارڈ کتابی شکل میں شائع کیا۔ناشرین نے کتاب ''ایف آئی آر'' میں سال 2002ء تک کے مقدمات کا 911 صفحات پر ذکر کیا ہے اور اگلے دس سال کا ریکارڈ جلد دوم میں درج کرنے کا ارادہ ہے۔

لاہور میں احمدیوں کے خلاف معاشی مقاطعہ

مخالفین احمدیت سال 2010ء میں دو احمدیہ مساجد میں معصوم نمازیوں پر ہونے والی ''یلغار کی کامیابی'' کے بعد سے بڑی شدت سے سرگرم ہیں۔شہر میں جابجا احمدیت مخالف بینر اور پوسٹر لہرا رہے ہیں اور شرانگیز مواد پر مشتمل پمفلٹ تقسیم کرنے والے احمدیوں کے گھروں میں بھی یہ زہریلا مواد بانٹ رہے ہیں۔لوگوں کو احمدیوں کے خلاف فساد اور تشدد پر آمادہ کرنے کے لئے متعدد ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں۔معاشی مقاطعہ کے دو تازہ واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

✿......اوّل: ماڈل ٹاؤن لنک روڈ کے اتوار بازار سے ایک احمدی خاتون کو سودا سلف لینے سے روکا گیا۔ایک دوکان دار نے برقعہ سے پہچان لیا کہ یہ عورت احمدی ہے اور کہا کہ ''چلی جاؤ، ہم قادیانیوں کو سامان نہیں بیچتے ہیں''

✿......دوم: اٹھائیس مئی کے واقعہ میں نہایت شجاعت سے جام شہادت نوش کرنے والے سردار افتخار الغنی کی بیوہ جب ماڈل ٹاؤن کے M بلاک کی انٹرنیشنل مارکیٹ میں خریداری کے لئے داخل ہوئیں تو ایک دوکان دار نے محض برقعہ دیکھ کر کہا وہ قادیانیوں کو سامان فروخت نہیں کرے گا۔

احمدی ہیڈ مسٹریس کی حالت زار

✿......**بدوملہی ضلع نارووال، نومبر 2011ء:** اس علاقہ میں مولوی ''فساد فی سبیل اللہ'' کے لئے بہت زیادہ سرگرم ہیں۔یہ درندے احمدیوں کو ہراساں کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔لوگوں کو خطبات جمعہ اور پمفلٹ تقسیم کرکے جماعت احمدیہ کے خلاف بڑھکایا جارہا ہے۔ایسے ''سگ آزاد'' ماحول میں شعبہ تعلیم کو زبردست نقصان پہنچ رہا ہے۔

مکرمہ بشریٰ لطیف صاحبہ گورنمنٹ ہائی سکول میں ہیڈ مسٹریس ہیں۔اور پورے بدوملہی میں واحد قابل ذکر خاتون سائنس ٹیچر ہیں آپ اپنے شعبہ کی ماہر، بااخلاق اور باوقار استانی ہونے کے ساتھ ایک مخلص احمدی بھی ہیں۔اور ایک عرصہ سے شدت پسند مولوی آپ کو تنگ کررہے ہیں۔

یکم نومبر 2011ء کو دو ڈاکو آپ کے گھر زبردستی آگھسے۔اور آدھا گھنٹہ آپ کو دونوں بیٹیوں سمیت گن پوائنٹ پر یرغمال بنائے رکھا اور طلائی زیورات اور نقدی لوٹ کر فرار ہوگئے۔قبل ازیں سال 2004ء میں بھی آپ کے گھر ڈکیتی کی واردات ہوچکی ہے نیز سال 2008ء میں بعض نامعلوم افراد نے آپ کے شوہر کی دوکان کے باہر ہوائی فائرنگ کی۔محترمہ بشریٰ لطیف صاحبہ کو خصوصی حفاظتی انتظامات کرنے اور احتیاط کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

خطرات میں گھرا ہوا احمدی

✿......**میرپورخاص، سندھ، 21دسمبر 2011:**

مکرم سعید احمد صاحب ابن مکرم عبدالمجید صاحب میرپورخاص کی مقامی جماعت میں عہدے دار ہیں اور Brothers Pesticide Company میں بطور ریجنل منیجر نوکری کررہے ہیں حال ہی میں آپ کو موبائل پر دھمکی آمیز پیغام ملا ہے نیز آپ کے ساتھی ملازمین کو بھی آپ کا بائیکاٹ پر آمادہ کرنے کیلئے پیغام بھیجے جارہے ہیں۔''ٹیلی نور موبائل فون کمپنی'' سے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق مکرم سعید صاحب کے درپے آزار شخص کا تعارف حسب ذیل ہے: محمد رمضان ابن عطاء، حسینی روڈ نزد چارٹرڈ بینک سکھر۔قومی شناختی کارڈ نمبر:

43504-0345757-3

جب پاکستان میں درندے کھلے بندوں معصوم احمدیوں کو آئے دن شہید کررہے ہیں تب اس دھمکی ملنے کے بعد مکرم سعید صاحب کی پریشانی بجا ہے۔

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

مجلس خدام الاحمدیہ لنگی (سیرالیون) کے سالانہ اجتماع کا شاندار انعقاد

(رپورٹ: محمد قاسم طاہر مربی سلسلہ سیرالیون)

سیرالیون جماعت کے ریجن لنگی میں مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنا خدام و اطفال ریجنل اجتماع 25 تا 26 نومبر 2011ء (بروز جمعہ و ہفتہ) منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اجتماع میں شامل تمام خدام و اطفال کو رجسٹریشن کارڈز مہیا کئے گئے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا براہ راست خطبہ جمعہ MTA پر سننے کے لئے خاص انتظام کیا گیا تھا۔ملک میں بجلی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے نومبائع خدام نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا MTA پر دیدار نہیں کیا ہوا تھا۔اور وہ حضور انور کا خطبہ جمعہ احمدیہ مسلم ریڈیو پر سنتے تھے۔ٹی وی پر خطبہ سن کر تمام خدام و اطفال بہت لطف اندوز ہوئے اور بعض خدام حضور انور کے چہرے کا پہلی دفعہ دیدار کرکے بہت خوش تھے۔

نماز جمعہ و عصر کے بعد اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرانے کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ریجنل مبلغ مکرم محمد نعیم اظہر صاحب نے احمدیت کی غرض و غایت پر تقریر کی۔مقامی معلّم مکرم محمد لطیف بانیاں صاحب نے خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر کی۔

نماز مغرب و عشاء اور کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالات زندگی پر مشتمل ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی۔اور اس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔جس میں مکرم محمد نعیم اظہر صاحب مبلغ سلسلہ نے خدام و اطفال کے سوالات کے جواب دیئے۔

اجتماع کے دوران ہونے والے علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ القرآن، تقریر، حفظ ادعیۃ القرآن و ادعیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دینی معلومات شامل ہیں جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں مختلف دوڑیں اور لمبی چھلانگ کے مقابلے ہوئے۔

اجتماع کے دوران بعض دیگر احباب نے بھی تقاریر کیں۔ آخر پر لوکل مشنری مکرم لامین کمارا صاحب مہتمم اطفال الاحمدیہ نے مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے اطفال کو انعامات تقسیم کئے اور محمد ادریس صاحب پرنسپل احمدیہ مسلم سینئیر سیکنڈری سکول لنگی نے خدام کو انعامات تقسیم کئے۔مکرم محمد نعیم اظہر صاحب مبلغ سلسلہ نے اختتامی دعا کروائی اور اس طرح اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس اجتماع میں 74 نومبائع خدام شامل ہوئے جو بہت ہی نیک اثر لے کر واپس اپنی جماعتوں میں گئے۔اجتماع میں کل 335 خدام و اطفال شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔آمین

✿✿✿✿✿✿✿

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تبلیغ کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ہمیں اس زمانے کے انعامات سے حصہ لینے والوں میں بنایا۔

اللہ کرے کہ ان کی نیکیاں، ان کی ایمانی جرأت، ان کی دین کے لئے غیرت، ان کا دین کی خدمت کا جذبہ ان کی نسلوں میں بھی روح پھونکنے والا ہو اور وہ اپنے اندر بھی ایک جوش اور ولولہ پیدا کر کے ان بزرگوں کے جذبات اور دلی تڑپ کو آگے بڑھانے والے ہوں اور اس فیض کو اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھیں۔

نائیجر کے سلطان آف آگادیس مکرم الحاج عمر ابراہیم صاحب کی وفات، مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 /مارچ 2012ء بمطابق 16 /امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے تبلیغ کے واقعات و تجربات بیان کئے تھے اور مَیں نے کہا تھا کہ کچھ واقعات رہ گئے ہیں وہ آئندہ بیان کروں گا، تو وہ آج ہی بیان کرتا ہوں۔ ان واقعات کے سنانے کا اصل مقصد تو جیسا کہ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں یہ ہے کہ ایک تو ان صحابہ کے لئے دعا ہو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ہمیں اس زمانے کے انعامات سے حصہ لینے والوں میں بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ ورنہ شاید ہم میں سے بہت سے اس نعمت سے محروم رہتے جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔ دوسرے ان کی نیکیاں، اُن کی ایمانی جرأت، اُن کی دین کے لئے غیرت، اُن کا دین کی خدمت کا جذبہ اُن کی نسلوں میں بھی روح پھونکنے والا ہو اور جو براہِ راست اُن سے خونی رشتہ نہیں رکھتے لیکن ایک روحانی رشتہ ان کے ساتھ ہے وہ اس تعلق کی وجہ سے اپنے اندر بھی ایک جوش اور ولولہ پیدا کر کے ان بزرگوں کے جذبات اور دلی تڑپ کو آگے بڑھانے والے ہوں اور اس فیض کو اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھیں۔ تبھی ہم ان بزرگوں کے احسانوں کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں، بعض دفعہ ملنے پر بتاتے بھی ہیں کہ فلاں بزرگ کا آپ نے ذکر کیا تھا اُن کے ساتھ میرا رشتہ داری کا، عزیز داری کا یہ یہ تعلق ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان رشتوں کا حق تبھی ادا ہوتا ہے جب اُن کے نقشِ قدم پر بھی چلا جائے۔ پس اس ذمہ داری کے نبھانے کے احساس اور کوشش کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

آج جو مَیں ذکر کر رہا ہوں اُن میں سے پہلی روایت حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مولوی بنام نواب الدین قوم آرائیں، ساکن ایدرس ضلع امرتسر اپنے خیال میں یہ کہتا تھا کہ مَیں مرزائیوں کو درست کر رہا ہوں اور گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے پھرتا تھا۔ کہتے ہیں موضع تارا گڑھ المشہور ''نواں پنڈ'' قوم ارائیاں جو اس (خاکسار) کے گھر کے قریب شمال میں تھا، وہاں آتے ہی اُس نے شور مچایا کہ یہاں کوئی مرزائی ہے تو میرے سامنے آئے۔ کہتے ہیں کہ چونکہ مجھ سے پہلے اس گاؤں میں کوئی احمدی نہیں تھا۔ سب مخالف ہی تھے اور بعض آدمی میرے واقف بھی تھے۔ انہوں نے مشورہ کر کے ایک آدمی کو میرے پاس بھیجا کہ یہاں آ کر مولویوں کا مقابلہ کریں۔ ان کا گاؤں جو تھا اُس کے قریب ہی تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے سوچا کہ یہ لوگ تماش بین ہوتے ہیں۔ حق اور حقیقت سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ آخر الامر فساد ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مباحثات سے تو حضرت صاحب نے روکا ہوا ہے۔ بلاوجہ کے مباحثے اور بحثیں نہیں کرنی۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا تھا کیونکہ ان لوگوں پر اثر نہیں ہوتا جو مولوی طبقہ ہے۔ تو کہتے ہیں مَیں نے کہا مباحثات سے تو روکا ہوا ہے۔ اگر ان لوگوں کو زیادہ شوق ہے تو فساد کے ذمہ دار ہو جائیں۔ ہم آپ کے گاؤں میں آ جائیں گے۔ مولوی صاحب کے جو اعتراض ہوں گے وہ ایک دفعہ کہہ دیں اور ہم بجائے بحث کرنے کے اُس کے جواب ایک دفعہ بتا دیں گے۔ لوگ خود فیصلہ کر لیں گے یا ہم فساد کے ذمہ دار ہو جاتے ہیں۔ اور مولوی صاحب اور ان کے گاؤں والے یہاں آ جائیں۔

کہتے ہیں وہ شخص پیغام لے کر اپنے گاؤں چلا گیا اور مولوی مذکور تین آدمی اُس گاؤں کے لے کر ہمارے گاؤں میں دوسرے راستے سے آ گیا اور ہمارے گاؤں کے چیف نمبر دار کو ملا جو مذہب کا ہندو تھا اور کہا کہ اگر کوئی یہاں مرزائی ہے تو میرا مقابلہ کراؤ۔ چیف نمبر دار نے میرے پاس ایک آدمی مجھے بلانے کے لئے بھیجا۔ مجھے آگے ہی اس کی خبر ہو چکی تھی۔ مَیں نے مولیٰ کریم سے دعا کی کہ الٰہی مَیں ایک نادان اور بیکس ہوں۔ کوئی اپنی خوبی پر گھمنڈ نہیں۔ محض تیرا فضل درکار ہے۔ حق اور حقیقت واضح کر دے۔ یہ دعا مانگ کر جہاں مولوی تھا مَیں وہاں آ گیا اور بہت ہندو اور مسلمان جمع ہو گئے۔ فرش بچھایا گیا۔ مَیں اور مولوی درمیان میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر مَیں نے مولوی سے بات شروع کی اور کہا کہ مولوی صاحب! کس بات کے لئے آپ سیاحت کرتے پھرتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ اُمّت محمدی میں بہت تفرقہ ہے۔ ان کی اصلاح کے لئے پھرتا ہوں۔ کہتے ہیں خاکسار نے اس پر کہا کہ آج تک کس قدر اصلاح کی اور کتنے سرٹیفکیٹ علماء و فضلاء کے اپنے مصلح ہونے کے متعلق حاصل کئے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں حاصل کئے ہیں۔ تو مَیں نے اُنہیں کہا کہ پھر مجھے دکھائیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ وہ مَیں گاؤں چھوڑ آیا ہوں اور جلدی سے یہ کہہ دیا کہ اصل غرض میری یہ ہے کہ مرزا نے جو فساد ڈالا ہے خود کافر ہے اور لوگوں کو بھی کافر کرتا ہے (نعوذ باللہ)۔ ایسے لوگوں سے مباحثہ کرتا ہوں۔ تو اس پر کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مجھے بھی وجوہِ کفر بتا دیں۔ نیز بحث کس بات پر کرو گے؟ مولوی صاحب نے کہا تم اردو میں بات کر رہے ہو۔ مَیں عربی میں گفتگو کروں گا۔ تو مَیں نے کہا کہ مَیں عربی میں بول نہیں سکتا۔ پنجابی میں باتیں کر لو۔ مولوی نے اس پر کہا کہ اچھا پنجابی میں باتیں کر لیں۔ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ پھر تو بڑی اچھی بات ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے اپنا مذہب بتائیں۔ مَیں نے کہا پہلے آپ اپنا مذہب بتائیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میرا مذہب حنفی ہے اور خدا کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہوں اور محمد رسول اللہ کو سچا مانتا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیس آیاتِ قرآنِ شریف سے اور حدیث صحیح کے ثبوت سے چہارم فلک پر اِس وجود کے ساتھ زندہ مانتا ہوں۔ جو اس سے انکار کرے اُس کو کافر سمجھتا ہوں اور تعلیم یافتہ ہوں۔

پھر کہنے لگے کہ آپ اپنا مذہب اور تعلیم بتائیں۔ کہتے ہیں اس پر خاکسار نے کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو قرآن اور حدیث سے فوت شدہ مانتا ہوں اور جو آنے والا عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی تھا وہ اس اُمّت میں سے تھا جو اس وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کیا ہے مَیں اس کو صدقِ دل سے سچا مانتا ہوں جو اس کو نہ مانے مَیں اُس کو حق پر نہیں سمجھتا۔ مجھے سندی علم کا دعویٰ نہیں ہے (یعنی تعلیم کا، دینی علم کا میرا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہے) اپنا ہی مطالعہ ہے نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاثیرِ صحبت سے اثر رکھتا ہوں۔ ہاں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ حضرت ابنِ مریم بنی اسرائیل کو قرآنِ شریف کی صریح آیات اور حدیث متصل مرفوع سے کوئی شخص ثابت کر دے (یعنی ایسی حدیثیں جن کا روایات کے سلسلے میں تسلسل اوپر تک باقاعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو۔) کہ وہ چہارم فلک پر اسی وجودِ عنصری سے صعود فرما گئے ہوئے ہیں اور آج تک زندہ بیٹھے ہیں تو توبہ کرنے کو تیار ہوں۔ (کہتے ہیں مَیں نے مولوی صاحب کو یہ کہا)۔ مولوی صاحب کہنے لگے۔ اچھا پھر اس اقرار نامے کی ایک تحریر لکھ کر مجھے اس پر دستخط کر دو۔ مَیں نے ایک کاغذ قلم منگوایا اور عبارت لکھ کے دستخط کر کے مولوی صاحب کو دے دیا۔ مولوی نے کاغذ مذکور ہاتھ میں لیا اور پوچھا کہ تفسیروں کو مانتے ہو۔ مَیں نے کہا اُن تفسیروں کو مانتا ہوں جو قرآنِ شریف، حدیثِ صحیحہ کے موافق ہوں۔ پھر مولوی صاحب کہنے لگے قرآنِ کریم جانتے ہو۔ مَیں نے کہا جانتا

ہوں۔ پھر مولوی صاحب فرمانے لگے کہ قرآن کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ مجھے پتہ تھا یہ بحث کرنا چاہتا ہے، تو اس پر مَیں نے کہا نہیں، مَیں یہ نہیں بتاؤں گا۔ پہلے پہلی بات کا فیصلہ کر لیں۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ کے کیا معنے ہیں۔ مَیں نے پھر کہا کہ جس بات کے لئے ہم آئے ہیں وہ پہلے کریں۔ سوال اکٹھے کریں۔ آپ نے جو اعتراض کرنے ہیں وہ کریں۔ مَیں نہیں بتاؤں گا۔ پھر مولوی صاحب نے اگلا سوال کر دیا کہ قرآنِ کریم کی آیات کتنی ہیں؟ پھر بھی مَیں نے کہا کہ آپ پھر وہی بات دہرائی جا رہے ہیں۔ پھر مولوی صاحب کہنے لگے مَیں کس طرح معلوم کروں کہ تم قرآنِ کریم جانتے ہو تو اس پر مَیں نے کہا کہ مَیں خدا کے فضل سے آپ سے بہتر قرآن جانتا ہوں۔ جو تم سوال کرتے ہو مَیں حلفیہ کہتا ہوں کہ آپ کو پیچھے اسی مجلس میں بتاؤں گا۔ (یعنی کہ اس مجلس میں ہی بیٹھ کر بتاؤں گا) اور خلط مبحث نہیں کروں گا۔ بلا وجہ کی بحث میں نہیں جاؤں گا۔ مولوی صاحب: تفاسیر متقدمین اور احوالِ خلفاء کو نہیں مانتا۔ مَیں نے کہا بڑی خوشی سے، یعنی کہ مَیں مانتا ہوں، اقوال حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کو مانتا ہوں بلکہ بہت سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ۔ تم نے تو نہیں چار خلفاءِ خلافت کو محدود کر دیا ہے۔ ہم تو مرزا صاحب کو خلیفۃ اللہ مانتے ہیں۔ بلکہ اُن کے طریق کو نبی کریم کی سنت سمجھتے ہیں۔ غرض یہ کہ اس ہیر پھیر میں آدھا گھنٹہ لگا دیا۔ تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ قرآن کو سوائے تفسیروں کے سمجھ نہیں سکتے۔ اس پر مَیں نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ قرآن کا سمجھنا صرف تفسیروں پر ہوتا ہے۔ تفسیروں کا سلسلہ بند ہو تو یہ سمجھا نہیں جائے گا۔ خداوند تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا۔ قرآن کریم کا تو یہ دعویٰ ہے کہ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ (القمر:18) اور اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (النساء: 83)۔ کسی کا محتاج نہیں۔ خیر وہ مولوی صاحب جو اصل مدعا تھا اُس کی طرف نہیں آئے۔ ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارتے رہے۔ آخر چیف نمبردار نے کہا کہ وہ آیت قرآن کی پیش کریں جس سے مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا اسی وجود کے ساتھ ثابت ہو۔ مولوی صاحب نے کہا۔ نمبردار صاحب! مَیں آیت تو پیش کروں گا لیکن انہوں نے ماننا نہیں۔ نمبردار نے کہا کہ مولوی صاحب! اگر یہ نہیں مانیں گے تو اور لوگ تو مانیں گے۔ مولوی صاحب مجبور ہوئے اور بولے کہ قرآن شریف منگاؤ۔ اُس وقت ایک مترجم حمائل دہلی کے چھاپہ کی منگوائی گئی۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں دی گئی۔ ہاتھ میں لیتے ہی بولے کہ یہ مرزے کا قرآن ہے۔ اس کو مَیں نہیں لیتا۔ پھر اس کو مَیں نے کہا کہ ہرگز مرزا صاحب کا قرآن نہیں۔ آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ پھر مولوی صاحب نے یہی رَٹ لگائی۔ خیر مَیں نے پھر کہا کہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ تین دفعہ کہا۔ مولوی صاحب نے قرآن کریم ہاتھ میں لیا اور مکتبہ کا نام، پریس کا نام دیکھا اور پوچھا کہ اس کا مصنف کون ہے۔ مَیں نے پھر کہا نعوذ باللہ آپ اس کو خدا کا کلام نہیں مانتے تبھی مصنف پوچھتے ہیں۔ خیر مولوی کہتا ہے نہیں نہیں، غلطی ہو گئی۔ یہ کس کی تالیف ہے۔ مَیں نے پھر کہا مولوی صاحب ہوش کریں اور حسب منشاء خود آیت نکالیں۔ مولوی صاحب نے قرآن شریف کھولا اور پھر ورق گردانی شروع کر دی۔ بیس منٹ ورق گردانی کرتے رہے۔ کوئی آیت نہ ملی۔ پھر آخر مَیں نے اُن کو کہا کہ مولوی صاحب آپ بیس آیاتِ قرآنی بتا رہے ہیں۔ اگر ایک نہیں تو دوسری نکال دیں۔ دوسری نہیں تو تیسری نکال دیں۔ آخر مولوی کہنے لگا کہ قرآن میں تو وہ آیات نہیں نکلتیں۔ مجھے نظر نہیں آ رہیں۔ مَیں زبانی پیش کر دیتا ہوں۔ پھر مولوی صاحب کہنے لگے کہ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ (آل عمران: 56)۔ ترجمہ مولوی صاحب نے اس کا یہ کیا کہ جب کہا اللہ تعالیٰ نے، اے عیسیٰ! مَیں تیری روح کو مع جسم پورے کے آسمان پر اُٹھانے والا ہوں۔ تو اس پر کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا مولوی صاحب! قرآن سے وہ آیت نکالیں اور الفاظ سامنے رکھ کر بحث ہو گی۔ مولوی صاحب نے پھر قرآن ہاتھ میں لیا۔ پھر دس منٹ تک ورق گردانی کرتے رہے۔ کوئی آیت نہ ملی۔ لوگوں نے اُن سے ٹھٹھا کرنا شروع کیا اور کہا کہ عجیب قرآن دانی ہے آپ کی کہ ایک مشہور آیت آپ کو نہیں ملی۔ لوگ اُن کا مذاق اُڑاتے وہاں سے اُٹھ گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 181 تا 185 روایت حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ)

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ پچھلی دفعہ بھی مَیں نے سنایا تھا لیکن وہ اور واقعہ تھا۔ بہرحال یہ عموماً علماء کی جو نام نہاد علماء ہیں اُن کی عادت ہے۔

پھر حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حکیم محمد علی صاحب موجد روح جیون بوٹی شاہی طبیب ریاست جموں و کشمیر تھے۔ وہ پنشن لے کر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ مَیں اُن کے ہاں ملازم تھا۔ وہ بھی اکثر مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کیا کرتا تھا اور بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن دورانِ گفتگو میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شانِ مبارک میں دیوث کا لفظ استعمال کیا۔ (نعوذ باللہ)۔ مَیں نے رات کو بہت دعائیں کیں اور استغفار کیا کہ ایسے شخص سے مَیں نے کیوں گفتگو کی جس نے ایسی بے ادبی کی ہے۔ مگر رات کو مجھے خداوند کریم نے رؤیا میں دکھایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام میاں چراغ دین صاحب مرحوم کے مکان میں تشریف فرما ہیں اور مَیں حاضر خدمت ہوا ہوں۔ جب مَیں نے حضور کو السلام علیکم کہا تو حضور نے جواب دیا وعلیکم السلام۔ اور مجھ سے پوچھا کہ وہ شخص جو ہمیں دیوث کہتا ہے کہاں ہے؟ مَیں نے باہر کی طرف دیکھا تو محمد علی آ رہا تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور وہ محمد علی حکیم ہے باہر آ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اُس کو کہہ دو کہ ہم آپ سے ملاقات نہیں کرتے کیونکہ آپ دیوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام دیکھیں۔ اس رؤیا کے بعد چند ہفتے گزرے تھے کہ اُس کی لڑکی ایک کلرک کے ساتھ بھاگ گئی اور گوجرانوالہ محکمہ پولیس کے خفیہ افسر نے اُس کو پکڑ لیا۔ کلرک نے کہا یہ میری بیوی ہے۔ لڑکی نے کہا یہ میرا ملازم ہے۔ دونوں کے متضاد بیانات تھے۔ پولیس کو شبہ ہو گیا۔ گوجرانوالہ کے اسٹیشن پر اُن کو گاڑی سے اتار لیا۔ ڈپٹی کمشنر کے پیش ہوئے۔ وہاں لڑکی نے بیان دیا کہ میرا باپ دیوث ہے اور میری شادی نہیں کرتا۔ (اب یہ حکیم صاحب کی بیٹی خود بیان دے رہی ہے)۔ مَیں مجبوراً اس آدمی کے ساتھ ایک نوابزادے کے پاس جا رہی ہوں۔ خیر اُس نے اپنے واقعات سنائے۔ اُس ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ تمہارے باپ کی ہتک ہو گی اُس کے پاس چلی جاؤ۔ مگر اس نے واپس جانے سے انکار کیا اور کہا باپ مجھے مار ڈالے گا۔ خیر ڈپٹی کمشنر نے کہا ہم انتظام کر دیتے ہیں اور لڑکی کو لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیج دیا کہ لڑکی کے باپ کے حوالے کیا جائے مگر اُس سے ضمانت لی جائے کہ اسے کوئی تکلیف نہ دے۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر نے کچہری میں حکیم صاحب کو طلب کیا۔ جاتے ہی حکیم صاحب کو ڈانٹا اور کہا کہ تم بڑے دیوث ہو۔ (دوسری دفعہ پھر ڈپٹی کمشنر نے وہی بات کہی)۔ اپنی لڑکی کی حفاظت نہیں کرتے اور تم بڑے بےشرم ہو، جوان لڑکی کا رشتہ نہیں کرتے۔ پانچ ہزار روپے کی ضمانت لاؤ تب لڑکی تمہارے حوالے کی جائے گی۔ اور اس طرح وہ بدلہ لیا۔ پھر اس پر اس کا مزید عبرتناک انجام یہ ہوا کہ کچھ عرصے کے بعد مولوی صاحب شہر میں دیوث مشہور ہو گئے۔ ہر ایک اُن کو دیوث کہنے لگا۔ اور کچھ عرصے کے بعد وہی لڑکی پھر بھاگ گئی اور عیسائی ہو گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 207 تا 209 روایت حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر جب مَیں نے سنا کہ چوہدری غلام احمد صاحب پیغامی ہو گئے ہیں تو مَیں وہاں پہنچا اور انہیں پیغامیوں کے حالات سے اطلاع دی۔ الحمدللہ کہ انہوں نے بہت اثر لیا اور پیغامی خیالات سے توبہ کر لی اور یہاں قادیان میں تشریف لائے۔ اسی طرح چوہدری نعمت خان صاحب سب جج کو مَیں نے موضع کھیڑی میں تبلیغ کی اور آپ اس کے تھوڑے عرصے بعد احمدی ہو گئے۔ پھر جب آپ اونہ میں تھے اور مَیں نے سنا کہ پیغامی خیالات رکھتے ہیں تو اُن سے مَیں (نے) خط و کتابت کی اور بہ عمل خود انہوں نے اپنے خیالات میں تبدیلی فرمائی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 147-146 روایت حضرت امیر خان صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو پیغامیوں کی تعداد ویسے بھی بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور یہ جہاں جہاں تھے پچھلے دو تین سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں احمدی ہوئے ہیں، مبائع ہوئے ہیں۔

حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں حضرت صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت اُس وقت ایک جگہ کھڑے تھے۔ ایک صحابی حضرت صاحب کے پاس کھڑا تھا۔ اُس نے مجھ کو دیکھ کر حضرت صاحب کو کہا کہ یہ مولوی عبداللہ کھیوے والا ہے۔ اس کے ساتھ بڑے مقابلے ہوئے ہیں۔ یعنی تبلیغی مقابلے بحثیں وغیرہ۔ لیکن ہر میدان میں اس کو اللہ تعالیٰ غلبہ دیتا رہا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ہاں حق کو ہمیشہ غلبہ ہی ہوتا ہے۔ یہ کلمات مبارک اس بابرکت والے منہ سے سن کر میری تسلی ہوئی اور بڑی خوشی ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے۔ مجھے امید ہو گئی کہ مَیں حق پر رہوں گا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے غلبہ ہی دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت سے اب تک کسی مقابلے میں مجھے شکست نہیں ہونے دی، غلبہ ہی بخشا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 222-221 روایت حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ)

حضرت چوہدری محمد علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب سیالکوٹ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو انہوں نے آ کر تبلیغ شروع کی۔ وہ خود بیعت کر کے آئے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے گھٹیالیاں کے لوگ دھڑا دھڑ بیعت کرنے لگے۔ غالباً غلام رسول بسراء صاحب سے مَیں نے یہ سنا کہ حضرت صاحب نے جب یہ دیکھا کہ کثرت سے گھٹیالیاں کے لوگ بیعت کر رہے ہیں تو فرمایا یہ گھٹیالیاں کیا ہے؟ گاؤں ہے کہ شہر ہے۔ اس پر چوہدری محمد علی صاحب کے بھائی حاکم علی نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 235 روایت حضرت چوہدری محمد علی خان صاحبؓ)۔

(یہ آگے اس روایت کی تصدیق ہو رہی ہے)

پھر حضرت شیخ عبدالرشید صاحب کی روایت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بوپڑی غیر احمدی یہاں آیا کرتے تھے۔ بڑے خوش الحان تھے۔ اُس کے وعظ میں بیشمار عورتیں جایا کرتی تھیں۔ (آواز بھی اچھی تھی۔ وعظ بھی بہت اچھا کیا کرتے تھے۔ attract کیا کرتے تھے۔ لحن بھی اچھا تھا۔ تلاوت بھی اچھی کیا کرتے تھے۔) کہتے ہیں کہ وہ دو تین ماہ یہاں رہا کرتے تھے۔ اُس نے آ کر حضرت کی مخالفت شروع کر دی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت شروع کر دی)۔ بدزبانی بھی کرتا تھا۔ اُس کے ساتھ بھی بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ میرے والدین نے مجھے جواب دے دیا (یعنی گھر سے نکال دیا)۔ والدہ زیادہ سختی کیا کرتی تھیں کیونکہ (مولوی) بوپڑی کا بڑا اثر تھا۔ والدین نے کہا ہم عاق کر دیں گے۔ کئی ماہ مجھے گھر سے باہر رہنا پڑا۔ میرے والد صاحب میری والدہ کو کہا کرتے تھے کہ پہلے یہ دین سے بے پرواہ تھا۔ سویا رہتا تھا۔ اب نماز پڑھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے۔ اسے مَیں کس بات پر عاق کروں۔ (ایک طرف مخالفت تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی، دھمکی تھی کہ عاق کریں گے لیکن ساتھ ہی یہ بھی اثر تھا کہ جب سے احمدی ہوا ہے اس کی کایا پلٹ گئی ہے)۔ وہ کہتے ہیں لیکن پھر بھی دنیاوی باتوں کو مدنظر رکھ کر مجھے کہا کرتے

تھے کہ مرزائیت چھوڑ دو۔ میں یہی کہا کرتا کہ مجھے سمجھا دو۔ چنانچہ اس اثناء میں کئی دفعہ مولوی محمد حسین صاحب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب ہمارے مقروض تھے۔ والد صاحب تقاضا کے لئے مجھے بھیجا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک دفعہ مولوی صاحب نے ایک اشتہار شائع کروایا جس میں خونی مہدی کا انکار تھا اور لکھا تھا کہ وضعی حدیثیں ہیں۔ یعنی خود بنائی ہوئی حدیثیں ہیں۔ ان کی کوئی صحت نہیں ہے۔ حضرت صاحب کو بھی یہ اشتہار پہنچ گیا۔ یہ اشتہار دیکھ کر حضرت صاحب نے ایک استفتاء تیار کیا اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑگاؤں والے کو مولوی کے پاس بھیجا۔ وہ علماء کے پاس فتوٰی لینے کے لئے گئے۔ بعض علماء نے فتوے دیئے، بعض نے انکار کیا۔ ڈاکٹر صاحب حضرت صاحب کو سنایا کرتے تھے۔ (جب مولوی محمد حسین کا یہ اشتہار پہنچا تو اس پر دوسروں سے، غیروں سے فتوے لینے کے لئے بھیجا کہ تم کیا کہتے ہو۔ کچھ نے تو اس کے خلاف فتوٰی دے دیا، کچھ نے اپنا پلّو بچایا)۔ بہرحال کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب جن کو مولویوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ حضرت صاحب کو سنایا کرتے تھے کہ میں بعض اوقات انگور یا دیگر پھل مولویوں کے پاس پیش کر دیتا تھا اور وہ حسبِ منشاء فتوٰی لگا دیا کرتے تھے۔ جا کے مولوی صاحب کو تحفہ دیا، کچھ پھل پیش کیا تو جیسا فتوٰی چاہو اُن سے لے لو۔ آج بھی ویسے یہ حال ہے لیکن آجکل ریٹس (Rates) زیادہ high ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں حالانکہ پہلے انکار کر چکے ہوتے تھے پھر بھی کچھ نہ کچھ لے کے فتوٰی دے دیتے تھے۔ حضرت صاحب یہ باتیں سن کے شملہ منہ کے آگے رکھ کر (پگڑی کا کپڑا منہ کے آگے رکھ کے) مسکرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے اس رسالے کا علم تھا جو مولوی محمد حسین صاحب نے شائع کیا تھا کہ اس میں مولوی صاحب نے یہ فتوٰی دیا ہے۔ چنانچہ جب مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوتا تھا تو میں یہ ذکر کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ آپ کا عقیدہ مہدی کے متعلق تو یہ ہے جو آپ نے شائع کیا ہے۔ خونی مہدی نہیں آئے گا اور اس کے متعلق جو حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں، کمزور ہیں، ظنی ہیں اور لوگوں کو آپ یہ کہتے ہیں کہ مہدی آئے گا۔ آپ دو طرف کیوں بیان دے رہے ہیں۔ ان کو اپنا اصلی عقیدہ کیوں نہیں بتاتے۔ لیکن وہ میری بات کا کوئی جواب نہیں دیتا تھا اور ہر دفعہ یہی کہتا تھا کہ جاؤ مرزائی ہو جاؤ تمہیں اس سے کیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 29 تا 31 روایت حضرت شیخ عبدالرشید صاحبؓ)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ ولد شیخ مسیتا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں ہی تشریف فرما ہوئے تو ایک نئے دوست نے عرض کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے اور رات کو کوٹھے پر کھڑا کر کے غیر احمدیوں نے اُن سے وعظ کرایا۔ ہم بھی گئے تو اُس مولوی نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ والی حدیث پڑھ کر اُس میں لوگوں کو خوب جوش دلایا اور بار بار کہا دیکھو لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور مرزا صاحب قادیان والے کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔ پھر پنجابی میں کہنے لگا ''دسّو اسی کی کریئے'' تو کہتے ہیں کس طرح مرزا صاحب کو نبی رسول مان لیں؟ کہتے ہیں میں کھڑا ہو گیا اور اُس سے کہا مولوی صاحب! آپ یہ بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اس کے بعد کوئی مسجد نہیں ہوگی۔ اس کے کیا معنی کریں گے۔ جو معنی آپ اس مسجد والی حدیث کے کریں گے وہی معنی ہم لَا نَبِیَّ والی حدیث کے کریں گے اور آپ کو یہ بتلا دیں گے کہ جو نبی آپ کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا، وہ نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تو آخری شریعت ہے۔ اس لئے اس کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آ سکتا۔ خیر وہ مولوی صاحب کہتے ہیں اس بات پر بھونچکا سا ہو گیا اور گالیاں دینے لگ گیا۔ جب جواب نہ ہو تو یہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے کہا مولوی صاحب! آپ کی گالیوں کا جواب ہم نہیں دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دوست کی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور بڑے مسکرائے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 90-91 روایت حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ)

آجکل بھی زیادہ تر یہی ایشو اٹھایا جا رہا ہے۔ لوگوں کے دماغوں کو جو زہریلا کیا جاتا ہے تو اسی بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کوئی نبی نہیں آ سکتا اور یہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف پاکستان میں اصل جو مخالفت ہے وہ اسی ایشو کو لے کر زیادہ بھڑکائی جا رہی ہے۔

مکرم میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ والد صاحب کو خدمتِ دین کا بہت شوق تھا اور اس پیرانہ سالی میں بھی، بڑھاپے میں بھی آپ جوانوں سے بازی لے جاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں، 1934ء میں جہاں خطبہ جمعہ میں آپ کی وفات کو شہادت کی موت قرار دیا ہے، وہاں آپ نے اعتراف فرمایا کہ مولوی صاحب جوانوں سے بڑھ کر کام کرنے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تین آدمی میں نے دیکھے ہیں جو کہ تبلیغ میں دیوانوں کی طرح کام کرتے تھے، ایک حافظ روشن علی صاحب مرحوم، دوسرے یہ مولوی صاحب اور تیسرے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ یہ تینوں نہ دن نہ رات دیکھتے ہیں۔ تبلیغ میں ہی لگے رہتے ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 274 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

پھر میاں شرافت احمد صاحب ہی اپنے والد صاحب مولوی جلال الدین صاحبؓ مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ والد صاحب تبلیغ سلسلہ کے متعلق اپنا ایک رؤیا بیان فرمایا کرتے تھے۔ وہ میں لکھتا ہوں۔ (والد صاحب) کہتے ہیں ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر میں یا گاؤں میں یہ مجھے یاد نہیں رہا تشریف لائے ہیں اور مجھ سے قلم مانگتے ہیں۔ اُس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ مدت کے بعد میں قادیان میں حاضر ہوا اور اپنے ساتھ دو رتیجے کھدر سفید دھوبی سے دھلا ہوا، اُس کے پانچ گز کے دو ٹکڑے (یعنی رتیجے شاید پنجابی میں لمبی چادروں کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں) لے کے رکھے اور دو ہولڈر مختلف رنگ کے لئے اور حضور کی خدمت میں پیش کئے اور حضور سے قلم مانگنے کی تعبیر دریافت کی۔ حضور نے ازراہ ہمدردی میرے حقیر نذرانے کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے خواب کو پورا کر دیا۔ قلم سے مراد یہ ہے کہ آپ خدمتِ دین کریں، تحریری بھی اور تقریری بھی۔ والد صاحب بیان کرتے تھے کہ اس کے بعد میں نے اپنے سارے زور سے تبلیغ شروع کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی کوششیں بارآور ہوئیں۔ آپ کے دونوں بھائی بیعت میں شامل ہو گئے جن میں سے ایک اپنے علاقے میں مانا ہوا عالم تھا (مولوی علی محمد صاحب سکنہ زیرہ ضلع فیروز پور)۔ جب مخالفوں کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں بھائی مولوی جلال الدین صاحب اور مولوی علی محمد صاحب احمدی ہو گئے ہیں تو اُن کی کمریں ٹوٹ گئیں۔ ان کے احمدی ہونے پر محمد علی بوہڑ یہ اور محمود شاہ واعظ یہ دونوں زیرہ سے روتے ہوئے چلے گئے۔ یہ غیر احمدی تھے اور فیروزپور تک ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ایسے روتے تھے جیسے بہت قریبی رشتہ دار فوت ہو گیا ہو۔ پھر مولوی صاحب کی کوشش سے زیرہ ضلع فیروز پور، کھر پڑ لدھیکے، رتنے والا اور للیانی وغیرہ مقامات پر مخلص جماعتیں پیدا ہوئیں۔ الحمدللہ۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 274 تا 276 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

پھر میاں شرافت احمد صاحب ہی کی مولوی جلال الدین صاحب کے بارے میں ایک روایت ہے کہ والد صاحب 1924ء میں ملکانہ میں تبلیغ کی خاطر تشریف لے گئے اور وہاں بنجاروں اور ملکانوں میں تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ ملکانوں اور بنجاروں کے علاوہ آپ نے معززین علاقہ سے بھی تعلقات پیدا کر لئے۔ حکام وقت سے بھی اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں جا ملتے۔ وہ لوگ آپ کو اس رنگ میں دیکھ کر کہ ستّر اسّی سال کا بوڑھا اپنی گٹھڑی اُٹھائے پھر رہا ہے اور دن رات اس دھن میں ہے کہ لوگ مسلمان بن جائیں اور احمدیت قبول کر لیں، بہت اچھا اثر لیتے تھے۔ آپ اُن سے کافی چندہ وصول کرتے تھے۔ وہ خوشی سے دیتے تھے کہ یہ جماعت کام کرنے والی ہے۔ اس علاقے میں بھی آپ کی سعی اور کوشش سے بہت سے لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 278-279 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

حافظ غلام رسول وزیر آبادی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میاں بشیر احمد صاحب کے مکان میں جس کے دروازے دونوں مسقف گلیوں (چھتی ہوئی گلیاں تھیں) کے نیچے موجود ہیں، تشریف فرما ہوئے اور بہت دوستوں کو اس میں جمع کر کے فرمایا کہ میں نے ہائی سکول اس لئے قائم کیا تھا کہ لوگ یہاں سے علم حاصل کر کے باہر جا کے تبلیغ کریں گے۔ مگر افسوس کہ لوگ علم حاصل کرنے کے بعد اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں اور میری غرض پوری نہیں ہوتی۔ کوئی ہے جو خدا کے لئے مجھے اپنا لڑکا محض دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دے دے۔ اُس وقت مولوی عبیداللہ مرحوم میرا بیٹا چھوٹی عمر کا میرے پاس موجود تھا۔ میں نے وہ حضرت صاحب کے سپرد کر دیا۔ حضرت صاحب نے اُس کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں پکڑ لیا اور میاں فضل دین صاحب سیالکوٹی جو اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں مددگار کارکن تھے اُس کے سپرد کر کے فرمایا کہ اس بچے کو مفتی محمد صادق صاحب کے سپرد کر آؤ۔ ان دنوں مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مفتی صاحب تھے۔ الغرض وہ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو کر عالم فاضل بن گیا اور خلیفہ ثانی نے اپنے عہد خلافت میں اُس کو ماریشس میں مبلغ بنا کر بھیج دیا جو پونے سات سال تبلیغ کا کام کرتا رہا۔ آخر کسی حکمت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے اُس کو وفات دے دی۔ اُس کے بعد اُس کی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوٹی عمر کے پیچھے رہ گئے جن کو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ میں جا کر 1924ء میں واپس لے آیا۔ دو سال کے بعد اُس کی اہلیہ فاطمہ بی بی جو میرے چھوٹے بھائی حافظ غلام محمد صاحب کی بیٹی تھی فوت ہو گئی۔ یہ بھی نہایت فصیح اللسان مبلغہ تھیں۔ (ان کی اہلیہ تھیں وہ بھی بہت اچھی مبلغہ تھیں) انہوں نے لکھا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا۔ پھر کہتے ہیں کہ دونوں بچے بفضل خدا میرے زیر تربیت ہیں۔ (جب یہ لکھ رہے ہیں) لڑکی کی شادی ہو گئی، لڑکا جس کا نام بشیر الدین ہے میرے پاس ہے۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ وہ تعلیم حاصل کر کے اپنے والد مولوی عبیداللہ شہید مرحوم کی جگہ جا کر تبلیغ کا کام کرے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 174 تا 176 روایت حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ)

(اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو یہ موقع ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کو بھی ماریشس بھجوایا۔ یہ بھی لمبا عرصہ رہے ہیں۔ ان کے بچے شاید آجکل بھی رہتے ہیں۔ آگے ان میں سے تو کوئی مبلغ نہیں بنا لیکن بہرحال انہوں نے بھی ماریشس میں بڑی تبلیغ کی) جماعت کی لمبا عرصہ خدمت کی ہے۔

پھر میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن آپ ایک جگہ موضع گھنو کا ننگلہ کو جا رہے تھے کہ وہاں جمعہ پڑھائیں گے۔ راستے میں موضع گھرور میں بھوک کی وجہ سے دو پیسے کے چنے لئے۔ کپڑے وغیرہ صاف کر

لئے اور چنے وغیرہ کھا کر سفر کی تیاری کی۔ گھاٹ سے نکلتے ہی لُو لگ گئی۔ گرمی کے دن تھے۔ بیہوش ہو کر سڑک پر لیٹ گئے۔ کسی راہ گیر نے تھانہ گھرور میں جا کر کہا کہ قادیانی مولوی صاحب تو لُو لگنے کی وجہ سے راستے میں پڑے ہیں۔ ایک سپاہی جو کہ آپ کا معتقد تھا بھاگا ہوا آیا۔ آپ کو راستے میں کوئی یکّہ وغیرہ نہ ملا، ٹانگہ نہ ملا۔ وہ لاچار آپ کو اپنے سہارے آہستہ آہستہ قصبے کی طرف لایا۔ چونکہ لُو آگے سے بھی بہت تیز تھی۔ گرم ہوا چل رہی تھی۔ آپ میں کوئی سکت نہ رہی۔ قصبے سے باہر بھی ایک دھرمسالہ تھا اُس کے چبوترے پر لیٹ گئے۔ لوگوں نے بہت کہا کہ آگے چلیں۔ مگر آپ نے کہا کہ بس پہنچ گیا جہاں پہنچنا تھا۔ لوگوں نے دوائی وغیرہ دی مگر کسی نے اثر نہ کیا۔ لوگوں نے بہت کہا کہ آپ کے لڑکے کو تار دے دیتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ بچہ ہے گھبرا جائے گا۔ اب خدا کے سپرد۔ ان کلمات کے بعد وہ مردِ باصفا اپنے آقا کے حکم کو کہ خدمتِ دین کریں، پوری اطاعت اور فرمانبرداری سے بجالاتا ہوا اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہتے ہیں کہ مرحوم کا جنازہ غیر احمدیوں نے ہی پڑھا۔ وہاں احمدی بھی کوئی نہیں تھا اور انہوں نے ہی دفن کیا۔ خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔ دوسرے تیسرے دن احمدی دوستوں کو معلوم ہوا۔ انہوں نے اس عاجز کو (یعنی ان کے بیٹے کو) اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع کی۔ حضور نے جمعہ میں آپ کا ذکر کیا اور نماز کے بعد جنازہ غائب پڑھایا۔ مرحوم کی وصیت بھی تھی، اس لئے آپ کا کتبہ بہشتی مقبرہ میں لگ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 280-279 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور اس روح کو ہمیشہ ہم میں بھی اور آئندہ نسل میں بھی جاری رکھے۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چند اقتباسات پڑھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''مَیں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کو پڑھنا ہی جائز نہیں۔ اُن کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے''۔ (ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 68۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

''مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلّل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفّن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 68-69۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

''پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے'' (یعنی صرف وہیں پڑے رہے اور دین نہ سیکھا) '' اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے، الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے (یعنی دینی خدمات وہی بجالاسکتا ہے) جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو''۔

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 69۔ مطبوعہ لندن)

پس یہ آسمانی روشنی حاصل کرنے کی کوشش ہو۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ (اب یہ جو لفظ اعضاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استعمال کیا ہے ایک ایسا بہت بڑا اعزاز ہے کہ تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ اعضاء بھی انسان کے خود تو کام نہیں کر سکتے، جو دماغ حکم دیتا ہے اس کے مطابق چلتے ہیں۔ پس یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوہ والسلام کی اس توقع پر پورا اترنے کی کوشش کرے۔ ہمارے وہ کام ہوں جو اسلام کی، قرآن کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہیں۔ جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس زمانے میں ہمیں بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنی بیعت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ) ''میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آجکل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بنا پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68 مطبوعہ لندن)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

''تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی''۔ (جو بھی بات کرنی ہے سچے دل سے ہونی چاہئے اور تمہارا عمل بھی اس کے مطابق ہونا چاہئے، ورنہ وہ اثر نہیں کرتی۔ فرمایا) ''اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68-67 مطبوعہ لندن)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی صحیح پیروی کی کوشش ہمارا ایک فرض بھی ہے اور وہ تبھی ہو گی جب ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے اور تبھی ہماری کوششوں کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہترین پھل لگیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کی اشاعت کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے والے بنیں۔ آپ کے اعضاء ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اور ہمارے قول اور فعل میں کبھی تضاد نہ ہو۔ کبھی دجالی طاقتوں اور دنیاوی علم سے مرعوب اور مغلوب نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بنیادی چیز کو، اس اَصل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج پھر مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم سلطان آف آگادیس (Agadez) نائیجر کا ہے۔ 21 رفروری کو پچھتّر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کا نام الحاج عمر ابراہیم تھا۔ ستمبر 2002ء میں ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ یہ نائیجر کے سب سے بڑے سلطان تھے اور نائیجر کے تمام روایتی حکمرانوں یا Traditional Rulars جو ہیں اُن کے پریزیڈنٹ تھے اور صدرِ مملکت کی خصوصی کابینہ کے چار افراد میں شامل تھے۔ نائیجر میں پندرھویں صدی سے آگادیس کی سلطنت کا آغاز ہوا۔ مرحوم 1960ء سے آگادیس کے سلطان منتخب ہوئے اور اکاونویں (51ویں) سلطان تھے۔ اس طرح تقریباً اکاون باون سال یہ سلطان رہے۔ نائیجر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آگادیس کے علاقے میں جہاں شورشیں اُٹھتی رہتی تھیں وہاں امن کے قیام میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ گویا امن کا نشان تھے۔ 2002ء میں جلسہ سالانہ بینن میں اپنے بارہ رکنی وفد کے ساتھ کوئی ڈھائی ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے شامل ہوئے تھے اور جلسے کے بعد ایک ہفتہ بینن میں مقیم رہے۔ اور امیر صاحب بینن کے ساتھ مختلف جماعتوں میں گئے۔ احمدیت کو قریب سے دیکھا۔ نائیجر واپسی سے قبل اس خواہش کا اظہار کیا کہ مَیں بیعت کر کے واپس جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اپنے بارہ رکنی وفد کے ساتھ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اور کہا کہ بینن کے جلسے میں ہزاروں افراد کو نماز پڑھتے دیکھ کر میرا دل خوشی سے اچھل رہا ہے۔ ہم مسلمان ملک سے آئے ہیں مگر وہاں کبھی بھی اس قدر بڑا اجتماع خالصۃً للہ ہوتے نہیں دیکھا۔ 2003ء میں جلسہ سالانہ یوکے میں شریک ہوئے اور ان کی مجھ سے پہلی ملاقات تھی۔ بڑے خوش اخلاق، بہت ملنسار، بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا ان کو پتہ لگا تھا تو خود وہاں نیامی مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ مبلغ انچارج کے ساتھ تعزیت کی۔ ان کی اولاد بھی ہے اٹھارہ بیٹے بارہ بیٹیاں۔ ان کی چار پانچ شادیاں تھیں۔ مبلغ انچارج نائیجر اکبر احمد صاحب بتاتے ہیں کہ انہیں دو مرتبہ آگادیس جانے کا موقع ملا اور بہت مہمان نواز تھے۔ مشنری انچارج کی بہت مہمان نوازی کرتے تھے، عزت کرتے تھے۔ ملک کے دارالحکومت نیامی جب تشریف لاتے تھے۔ کہتے ہیں خاکسار کو پتہ چلتا تو اُن سے ملنے جاتا۔ بہت محبت سے ملتے اور ہمیشہ جماعت کے حالات پوچھتے۔ خلیفۃ المسیح کے بارے میں پوچھتے۔ اپریل 2004ء میں جب مَیں بینن کے دورے پر گیا ہوں تو پھر یہ پراکو تشریف لائے تھے۔ ہمسایہ ملک نائیجر ہے، وہاں سے باسٹھ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا اور اس وفد میں مرحوم سلطان آف آگادیس بھی تھے۔ گیارہ رکنی وفد کے ساتھ اُس میں شامل تھے۔ وہاں ان سے میری ملاقات ہوئی اور وہاں بھی انہوں نے مجھے بتایا کہ مَیں تقریباً تین چار دن اور رات کا سفر کر کے آیا ہوں۔ صحراء میں سفر بھی بہت مشکل ہے۔ یہ دو ڈھائی ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے آئے تھے۔ وہاں اُن کے ساتھ مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ تصویریں وغیرہ بھی انہوں نے کھنچوائیں۔ مل کے بڑے خوش تھے۔ نائیجر کے احمدیوں میں بھی بہت زیادہ اخلاص و وفا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ سلطان تھے اور بڑے سلطانوں میں سے تھے، بڑی عاجزی اور انکساری ان میں پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(چوہدری رشید الدین - کینیڈا)

(دوسری اور آخری قسط)

صاحب عزت و وقار

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی عمر کا ایک حصہ فوج میں گزرا۔ لمبی بیماریاں تو بعد میں آئیں جوانی میں آپ مناسب قد کاٹھ، وجیہ شکل و صورت، سڈول اور مضبوط جسم کے مالک ایک جوان رعنا تھے۔ انگریز کے زمانہ میں جب آپ کے فوج میں جانے کا فیصلہ ہوا تو آپ کو بطور لیفٹیننٹ برما کمپنی میں خوش آمدید کہا گیا۔ ڈیڑھ دون میں آپ نے صوبیدار مدد خان سے ٹریننگ حاصل کی۔ انہوں نے ڈیڑھ مہینہ کے بعد ہی اپنے انگریز کرنل سے کہا کہ ان کو مزید ٹریننگ کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ یہ جانتے ہیں مَیں بھی نہیں جانتا یہ تو اب مجھے پڑھاتے ہیں۔ ایسا فہم و ذکا رکھنے والا شخص مَیں نے آج تک نہیں دیکھا۔ تھوڑے عرصہ میں ہی آپ کی ذہانت اور وجاہت کی وجہ سے فوج میں آپ کی عزت اور وقار قائم ہوگیا۔ افسر اور جوان ہر کوئی آپ کی تکریم کرتا تھا۔ جب احمدیہ ٹیریٹوریل فورس (Ahmadiyya Territorial Force) قائم ہوئی تو آپ اس کے افسر تھے اور آپ کا رینک (rank) کیپٹن ہو چکا تھا۔ اس زمانہ کا ایک واقعہ محترم ڈپٹی محمد شریف صاحب (ریٹائرڈ ای۔اے۔سی) بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے وقار اور جسمانی قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ 1930ء میں جب حضرت میاں صاحبؓ انبالہ چھاؤنی میں مقیم تھے ان دنوں محترم ڈپٹی صاحب انبالہ شہر میں مجسٹریٹ درجہ اوّل متعین تھے۔ ایک دن انہیں اطلاع ملی کہ احمدیہ ٹیریٹوریل فورس اور کرسچین ٹیریٹوریل فورس فٹ بال میچ کھیل رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں بھی میچ دیکھنے چلا گیا۔ جب ٹیمیں میدان میں آئیں تو میاں صاحب ٹیم کے کپتان کے طور پر فل بیک کی جگہ پر کھڑے تھے۔ عیسائی ٹیم کا کپتان بڑا قوی ہیکل جوان تھا۔ میچ شروع ہوا تو عیسائی کیپٹن نے کھیلتے ہوئے پورے زور سے حضرت میاں صاحبؓ کو شولڈر مارا لیکن آپ مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہے اور وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ تھوڑی دیر بعد موقع ملنے پر پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ تاہم میاں صاحبؓ اپنی جگہ قائم رہے مگر اسے کچھ نہیں کہا۔ آخر جب تیسری دفعہ اس نے آپ کو شولڈر مارا تو حضرت میاں صاحبؓ نے اپنے کندھے کو خفیف سی حرکت دی جس سے عیسائی کیپٹن پرے جا گرا۔ اسے سخت چوٹ آئی۔ وہ مزید کھیلنے کے قابل نہ رہا اور میدان سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد احمدیہ ٹیم کو کھیل میں فتح حاصل ہوگئی۔

کچھ عرصہ بعد حکومت کی طرف سے حضرت میاں صاحبؓ کو ریکروٹنگ آفیسر (Recruiting Officer) مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے بڑی کامیابی سے یہ کام سرانجام دیا اور جنگ کے دوران میں حکومت کو بڑی تعداد میں ریکروٹ بھرتی کر کے دیئے۔ آپ کو یہ کام کرتے ہوئے خاکسار نے خود دیکھا ہے۔ بھرتی کے لئے جب آپ نے ضلع سرگودھا کا دورہ کیا تو جماعت کی طرف سے ہمارا گاؤں چک نمبر 37 جنوبی بھی ایک سنٹر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت میاں صاحبؓ کے تشریف لانے کے دن اردگرد کی جماعتوں کے احباب کثرت سے ہمارے گاؤں میں پہنچ گئے۔ بڑی رونق اور عظیم اجتماع تھا۔ خاکسار کے والد مکرم چوہدری جلال الدین صاحب صدر جماعت تھے۔ انہی کا سارا انتظام تھا۔ کئی دن کی لگاتار محنت سے انہوں نے یہ کام سرانجام دیا۔ وسیع چوپال کو خوب سجایا گیا تھا۔ سب لوگ شاداں اور فرحاں تھے کہ حضرت مسیح زماں کے عالی مرتبہ فرزند بنفس نفیس اس دورافتادہ گاؤں میں تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ سرگودھا جماعت کے چند عہدیداران کے ہمراہ بارہ بجے کے قریب گاؤں میں پہنچ گئے۔ آپ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ بعد ازاں سب حاضرین نے کھانا کھایا اور نماز کے لئے مسجد میں چلے گئے۔ چوپال کے وسط میں ایک بڑا چھپر ہوتا تھا۔ نماز کے بعد اس کے نیچے بھرتی شروع ہوئی۔ حضرت میاں صاحب ایک کرسی پر تشریف فرما تھے۔ بھرتی ہونے والے نوجوان باری باری پیش ہوتے۔ آپ خود ان کا جائزہ لیتے، قد اور چھاتی ناپتے اور کوائف نوٹ کرواتے۔ اس موقع پر آپ نے لوگوں کو بھرتی ہونے کی تحریک بھی کی۔ فرمایا کہ ملک کی حفاظت اور بہتری کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت بھرتی ہو کر حکومت کی مدد کی جائے۔ ہمارے ہم وطن لاکھوں جوان آج کل محاذ جنگ پر دشمن سے برسرپیکار ہیں۔ ان کی مدد اور حفاظت کے لئے مزید لوگوں کا اس کام میں شامل ہونا لازمی ہے۔ پھر شکست کی صورت میں ہمارے وطن کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے گی اور ملک سخت مشکلات میں پھنس جائے گا۔ اس لئے جوانوں کو ملک کے لئے قربانی کے جذبات لے کر زیادہ سے زیادہ فوج میں بھرتی ہونا چاہیئے۔ بھرتی کے کام سے فارغ ہو کر آپ نے احباب جماعت اور دیگر معززین کو الوداعی ملاقات کا شرف بخشا اور پھر واپس سفر پر روانہ ہوگئے۔

بلند حوصلہ، مضبوط و مستحکم

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کو اپنی زندگی میں قید و بند کی آزمائش سے بھی واسطہ پڑا۔ 1953ء میں آپ نے دو ماہ قید سخت کاٹی۔ اس عرصہ میں آپ کے چہرہ پر کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی نظر نہیں آئی۔ آپ ہشاش بشاش اور مطمئن نظر آتے تھے اور ساتھی قیدیوں کو دلچسپ واقعات اور ایمان افروز باتیں سنا کر ان کے حوصلے بلند کرتے رہتے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ 1953ء میں آپ کے پاس لاہور میں اسلحہ سازی کا ایک کارخانہ تھا جو پاکستان گورنمٹ سے باقاعدہ لائسنس یافتہ تھا۔ پاکستانی فوج اپنی ضرورت کے لئے اس کارخانہ سے کچھ کرچیں بنوانا چاہتی تھی۔ انہوں نے نمونہ کے طور پر ایک کرچ بھجوائی کہ اس کے مطابق کرچیں تیار کروا دی جائیں۔ اس سلسلہ میں جو خط و کتابت محکمہ فوج سے ہوئی وہ تمام حضرت صاحبزادہ صاحب کے پاس موجود تھی اور وہ پیش کر دی گئی لیکن اس کے باوجود یکم اپریل 1953ء کو ناجائز طور پر کرچ رکھنے کے الزام میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر فوجی عدالت نے مارشل لاء کے تحت آپ کو ایک سال قید سخت اور پانچ ہزار جرمانہ کی سزا سنا دی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ دو ماہ کے بعد ہی رہا کر دیئے گئے۔ قید سخت میں دو ماہ کا عرصہ گزارنا بھی کوئی معمولی بات نہیں۔ جیل میں تو ایک دن بھی مشکل سے گزرتا ہے اور اکثر لوگ مایوس ہو جاتے ہیں لیکن آپ نے تائید ایزدی کے ساتھ یہ تمام عرصہ کمال صبر و شکر، حوصلے اور اطمینان کے ساتھ خوش باش رہ کر گزارا۔ چنانچہ آپ کے ایک قید کے ساتھی مکرم محمد بشیر زیروی صاحب (برادر محترم ثاقب زیروی صاحب) کا بیان ہے کہ:

”عمر کے لحاظ سے حضرت میاں شریف احمد صاحب ہم سب میں بڑے تھے اور صحت کے لحاظ سے بھی کمزور مگر حوصلہ کے اعتبار از حد مضبوط و مستحکم۔ ہمیں نصیحت فرماتے کہ بیٹا ہم خدا کی خاطر یہاں آئے ہیں۔ یہ ہمارے ایمانوں کی آزمائش ہے۔ اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اترے تو ہم جیسا بدنصیب کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہونگے۔ اگر ہم نے جھوٹ بولا تو اس کی نصرت سے محروم ہو جائیں گے۔ خواہ کتنی بڑی سزا مل جائے مگر سچ کا دامن کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑنا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب جب تک ہمارے پاس رہے ایک لمحہ کے لئے بھی ہمیں اداس اور غمگین نہیں ہونے دیا اور ہمیں واقعات سنا سنا کر ہمارے حوصلے بلند فرماتے رہے۔ گویا جیل میں بھی ہر روز مجلس علم و عرفان جمتی رہی۔“

(تاریخ احمدیت۔ جلد 15، صفحہ 262)

اثر انگیز روحانی توجہ اور دعا

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست روحانی قوت عطا فرمائی تھی اور آپ کی توجہ بڑی اثر انگیز تھی۔ وقت پر اس کا اظہار بھی ہوتا تھا اور کئی لوگوں کو اس کا تجربہ حاصل ہوا۔ حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحبؓ مجھ سے بے تکلف تھے اور ہم جوانی کے زمانہ میں اکٹھے شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ کا نشانہ بے خطا تھا۔ کئی دفعہ آپ نے دور ہی سے فائر کر کے ہرن اور ہڑیال وغیرہ جانور مار گرائے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم شکار کے لئے شیخوپورہ گئے۔ ان دنوں میں اس شہر کے اردگرد کا بہت سا علاقہ جنگل تھا۔ ہم جنگل میں پھرتے ہوئے دور نکل گئے۔ ایک جگہ ہمیں جھونپڑی نظر آئی۔ ہم وہاں گئے تو اس کے اندر ایک بوڑھا سکھ لیٹا ہوا تھا۔ وہ شدید درد سے تڑپ رہا تھا۔ اس نے علاج کے لئے بہت سے تعویذ باندھ رکھے تھے لیکن اسے کچھ افاقہ نہ ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ کئی دن سے اس کا یہی حال ہے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ہمیں بڑا ترس آیا۔ مَیں نے حضرت میاں صاحبؓ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے زیر لب کچھ دعائیں پڑھنے کے بعد اس پر دَم کیا۔ مَیں نے عجیب کرشمہ دیکھا کہ اسے فوراً آرام آ گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر حضرت میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔ پھر اس نے اس ویرانہ میں اپنے غریبانہ انداز پر ہماری بہت خاطر مدارات کی۔ آپ کہتے ہیں کہ اس جوانی کے عالم میں حضرت میاں صاحبؓ کی زبردست روحانی قوت کا مشاہدہ کر کے میں حیران رہ گیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ کی دعا اور توجہ سے ایک گمشدہ بچہ غیر معمولی طور پر بازیاب ہوگیا۔ ان کی روایت ہے کہ آپ سفر میں کسی کے ہاں رات کو مہمان ٹھہرے۔ آپ کو جلد ہی یہ احساس ہوا کہ گھر والے پریشان ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کا بچہ گم ہو گیا ہے اور پوری تلاش اور دوڑ دھوپ کے باوجود اب تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس خبر سے آپ کو صدمہ ہوا۔ آپ گھر والوں کی پریشانی اور قلق کے پیش نظر سو نہ سکے اور دعا میں لگ گئے۔ قریباً نصف رات کے وقت آپ نے اہل خانہ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کشفاً مجھے خبر دی ہے کہ آپ کا بچہ خیریت سے ہے اور ایک معمر شخص اسے گھر پہنچانے آیا ہے۔ آپ نے گھر والوں کو تسلی دی۔ اس سے ان کی جان میں جان آئی اور اطمینان ہوا۔ حضرت میاں صاحبؓ کو بھی کچھ آرام کا موقع مل گیا۔ صبح جب آپ روانہ ہونے والے تھے تو ابھی تک بچہ گھر نہیں پہنچا تھا۔ آپ کی روانگی کے لئے تیاری دیکھ کر گھر والوں کی پریشانی عود کر آئی۔ یہ دیکھ کر حضرت میاں صاحب پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے دعا کی کہ اے قادر مطلق خدا! مَیں اہل خانہ کو اس حالت میں چھوڑ کر سفر پر روانہ نہیں ہوسکتا تو فضل فرما اور بچہ کو میری موجودگی میں یہاں پہنچا دے۔ کہتے ہیں کہ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک عمر رسیدہ شخص بچہ کے ساتھ گھر پہنچ گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اہل خانہ کو خوش و خرم چھوڑ کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ کی روحانی توجہ اور دعا کا فیض ہمیں بھی حاصل ہوا۔ میں نے شروع میں آپؓ کی دریائے چناب کی طرف سیر کا ذکر کیا ہے۔ ایک دن یہ سیر خاصی لمبی ہوگئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ دھوپ تیز تھی اور میں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ یہ رمضان کے دن تھے۔ جب ہم پھرتے پھراتے آخر میں آپ کے مکان پر پہنچے تو خاکسار نڈھال ہو چکا تھا۔ حضرت میاں صاحبؓ کو میری اس حالت کا احساس ہوگیا۔ آپ نے نظر بھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا تم اب جاؤ اور آرام کرو۔ غالباً زیر لب دعا بھی کی ہوگی۔ میں اپنے گھر کو روانہ ہوا تو سوچ رہا تھا کہ آج کا روزہ بڑی ہی مشکل سے پورا ہوگا۔ نماز کے بعد مَیں نے کمرہ ٹھنڈا کیا اور سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو پیاس، بے چینی اور کمزوری سب کچھ غائب تھا۔ طبیعت ہشاش بشاش

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

تھی اور روزہ کا بقیہ وقت بڑے ہی آرام سے گزرا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ سب حضرت میاں صاحبؓ کی روحانی توجہ اور دعا کا نتیجہ ہے۔

سادگی اور انکساری

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کا ایک خاص وصف سادگی اور انکساری تھا۔ آپ سادگی اور بے تکلفی کا ایک چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ نہایت سہل الملاقات بزرگ تھے۔ کوئی تکلف نہیں تھا۔ ہر کوئی جب چاہتا آپ سے ملاقات کر لیتا۔ آپ عام آدمی کی طرح زندگی گزارنا پسند کرتے تھے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ریلوے سٹیشن کے قریب بڑے لنگر خانہ میں خاکسار کی سالن پکوائی پر ڈیوٹی تھی۔ ایک دن مغرب کے بعد حضرت میاں صاحبؓ ایک دو ساتھیوں کے ساتھ لنگر خانہ میں تشریف لائے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلاؤ۔ ہم میز کرسی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے لگے تو فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ چنانچہ آپ بے تکلفی سے ایک گرم چولہے کے پاس اکڑوں بیٹھ گئے۔ مَیں نے سالن ایک چھوٹی بالٹی میں ڈال دیا۔ تازہ روٹی اور پیالے ساتھ رکھ دیئے۔ آپ نے مٹی کے پیالہ میں سالن ڈالا۔ یہ گوشت اور آلو کا شوربا تھا۔ آپ روٹی سے لقمہ توڑتے اسے اچھی طرح شوربے میں ڈبو کر نرم کرتے اور نوالہ منہ میں ڈال لیتے۔ آپ نے بے تکلف انداز میں سیر ہو کر کھانا کھایا۔ فرمایا یہ کھانا تو گھر پر بھی میسر آ سکتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر میں بیٹھ کر کھانے کا لطف کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔

مکرم مستری محمد عبد اللہ صاحب نلکا ساز ربوہ کھانے کے سلسلہ میں حضرت میاں صاحب کی سادگی اور کفایت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ربوہ سے جابہ جاتے ہوئے آپؓ رستہ میں ایک مناسب جگہ پر کھانے کے لئے ٹھہرے۔ ہمیں خیال تھا کہ آپ پر تکلف کھانا ساتھ لائے ہوں گے۔ لیکن جب آپ نے توشہ دان کھولا تو اس میں صرف پراٹھے اور ابلے ہوئے آلو تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک اور سفر میں میری غلطی سے سالن بہت تھوڑا تھا لیکن آپ نے ذرا بھی برا نہ منایا اور خوش خوش اس سالن کو چٹنی کی طرح استعمال فرمایا۔

لطیف مزاح

حضرت میاں صاحبؓ کی شخصیت ایسی تھی کہ آپ کی موجودگی میں ہر کوئی چوکس رہتا اور دفتر کا ماحول باوقار اور سنجیدہ ہوتا۔ تاہم آپ سخت گیر افسر نہ تھے۔ موقع اور محل کے مطابق آپ لطیف مزاح بھی کر لیتے تھے جس سے سب محظوظ ہوتے۔ ایک دفعہ ایک جماعت کی طرف سے اطلاع ملی کہ ایک احمدی باپ اپنی بیٹی کا رشتہ خلاف تعلیم سلسلہ کر رہا ہے۔ مقامی عہدیداران جماعت کی پوری کوشش کے باوجود اپنی بات پر مصر ہے۔ اس لئے مرکز سے کسی ایسے مربی کو یہاں بھجوایا جائے جو اپنے وعظ و نصیحت اور بزرگانہ اثر سے انہیں اس کام سے باز رکھ سکیں۔ حضرت میاں صاحبؓ نے مشورہ کے طور پر خاکسار سے دریافت فرمایا کہ کس شخص کو وہاں بھجوایا جائے۔ ہم ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایک مربی صاحب دفتر میں تشریف لے آئے۔ مَیں نے عرض کیا کہ جس بزرگ کی ہمیں تلاش تھی وہ خود یہاں پہنچ گئے ہیں انہیں بھیج دیا جائے۔ یہ بزرگ شادیوں کے سلسلہ میں شہرت رکھتے تھے۔ حضرت میاں صاحبؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہیں تو مناسب اور انشاء اللہ اس کام میں کامیاب بھی رہیں گے لیکن ان کے متعلق ایک ڈر ہے کہ کہیں اپنی درخواست نہ پیش کر دیں۔ اس پر ایک قہقہہ بلند ہوا اور سب مسکرانے لگے۔ یہ بزرگ بھی خوش مزاج تھے اور کسی زمانہ میں کلاس فیلو ہونے کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ سے بے تکلف تھے۔ فوراً عرض کیا کہ حضرت! لوگ میرے متعلق ایسی باتیں تو کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اگر دوسرا فریق خود اس بات پر اصرار کرے تو پھر مَیں کیا کر سکتا ہوں۔ مجبور ہو جاتا ہوں۔ اس خوشگوار ماحول سے سب نے حظ اٹھایا۔ حضرت میاں صاحبؓ نے انہیں وہاں بھجوا دیا اور وہ بفضل خدا کامیاب واپس آئے۔

سراپا شفقت

خاکسار جب ربوہ سے باہر چلا گیا تو پھر بھی آپ کی شفقت سے حصہ ملتا رہا۔ آپ کے خطوط مجھے ملتے رہے جو میں نے جمع کر رکھے تھے لیکن اتنے لمبا عرصہ میں کہیں گم ہو گئے۔ اب صرف ایک کارڈ میرے پاس محفوظ ہے جو دوائی کے بارہ میں ہے۔

میری پہلی تقرری کراچی میں ہوئی۔ کراچی ان دنوں ملک کا دارالحکومت تھا۔ صاف ستھرا اور پرامن شہر تھا۔ ہر قسم کا کاروبار وہاں ہوتا تھا اور ہر چیز وہاں ملتی تھی۔ حضرت میاں صاحبؓ کو اپنی بیماری کی وجہ سے کئی دوائیں استعمال کرنی پڑتی تھیں جن میں سے بعض اس وقت ربوہ یا لاہور میں نہیں ملتی تھیں۔ یہ ادویات آپ کراچی سے منگوا لیتے تھے۔ جب تک خاکسار کراچی میں رہا یہ خدمت میرے سپرد رہی۔ حسب ارشاد خاکسار دوائی وغیرہ خط ملتے ہی بھجوا دیتا لیکن بعض دفعہ دوائی کے دستیاب ہونے یا آپ تک پہنچنے میں کچھ وقت لگ جاتا تو آپ یاددہانی کروا دیتے تھے............۔

ربوہ سے باہر چلے جانے کے بعد جب خاکسار جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ آتا تو پھر کچھ دن حضرت میاں صاحب کے قرب کا موقعہ مل جاتا۔ ایک دفعہ جب کہ میری تقرری کوئٹہ میں تھی اور خاکسار جلسہ سالانہ کے لئے ربوہ آیا تو جلسہ کے بعد حضرت میاں صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میرے اسلحہ کے لائسنس کی تجدید ہونے والی ہے تم یہ کام باہر جانے سے پہلے پہلے کروا دو۔ میں نے آپ سے لائسنس لیا اور چند دن میں تجدید کروا کے آپ کو واپس کر دیا۔ یہ جنوری 1961ء کی بات ہے۔ اس وقت بیماری کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ چند دن میں آپ بھول گئے کہ تجدید ہو چکی ہے اور ساتھ ہی میرا نام بھی ذہن سے اتر گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد نظارت امور عامہ کا آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلحہ کا لائسنس طلب کیا تا کہ نظارت اس کی تجدید کروا دے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو مَیں نے اپنے ایک مربی کو تجدید کے لئے دیا تھا جو ابھی تک واپس نہیں ملا اور مَیں مربی کا نام بھی بھول گیا ہوں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ وہ پہاڑ پر رہتا ہے۔ اس کارکن نے یہ بات دفتر جا کر مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب بھامبھڑی کو بتا دی۔ وہ جلد ہی میرے گھر پہنچ گئے اور فرمایا کہ مَیں نے سوچا کہ پہاڑ تو دو ہی ہیں جہاں ہمارے مربی رہتے ہیں۔ ایک مری اور دوسرا کوئٹہ۔ مری میں رہنے والے مربی کو حضرت میاں صاحبؓ یہ کام دے نہیں سکتے تھے۔ اس لئے فوراً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ حضرت میاں صاحبؓ نے تجدید کے لئے لائسنس آپ کو ہی دیا ہوگا۔ مَیں نے تفصیل انہیں بتائی اور پھر ہم دونوں حضرت میاں صاحبؓ کی خدمت میں گھر پر حاضر ہوئے۔ میری گزارش پر آپ نے اندر جا کر لائسنس تلاش کیا تو وہ مل گیا۔ آپ خوش ہوئے اور جزاکم اللہ کہا۔ اس موقع پر آپ نے مولوی صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھ کر ہم واپس آ گئے۔ حضرت میاں صاحب سے یہ میری آخری ملاقات ثابت ہوئی کیونکہ جلد ہی خاکسار نائجیریا چلا گیا۔ پھر وہیں ہمیں آپ کی وفات کی افسوسناک خبر ملی جو 26 دسمبر 1961ء کو ہوئی۔

آخر میں قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے دو اقتباس درج کر کے میں اس ذکر حبیب کو ختم کرتا ہوں جو انہوں نے آپ کی وفات پر تحریر فرمائے تھے۔

بہت سی خوبیوں کے مالک

قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ آپ کی وفات پر انتہائی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہم اپنے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پیارے الفاظ کے سوا اور کچھ نہیں کہتے کہ اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزُنُ وَمَا نَقُوْلُ اِلَّا مَایَرْضیٰ بِهِ اللّٰه وَاِنَّا بِفِرَاقِ اَخِیْنَا لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

ہمارا مرحوم بھائی گو پبلک میں نسبتاً کم آیا مگر اس میں بہت سی خوبیاں تھیں جو حقیقتاً قابل رشک تھیں۔ سادہ مزاجی، غریب پروری، ہمدردی اور تکالیف میں صبر و شکر اور اس پر خدمت دین اور اتحاد کا جذبہ اور اصابت رائے ایسی باتیں ہیں جن سے ان کی روح میں ایک خاص قسم کا جلا پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی طویل اور تکلیف دہ بیماری کو جس ہمت اور صبر کے ساتھ برداشت کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ مَیں تو جب گزشتہ بیس بائیس سال کے حالات اور واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ انہوں نے کس ہمت اور ضبط اور صبر وشکر سے ان حالات کو برداشت کیا اور کبھی ایک کلمہ ناشکری کا اپنی زبان پر نہیں لائے۔ مگر افسوس کہ ہم ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکے۔ بعض باتیں تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں اور یہ باتیں اکثر لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں لیکن جو لوگ جانتے ہیں وہ ان کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل کی گہرائیوں سے دعائیں اٹھ اٹھ کر آسمان کی طرف جاتی ہیں۔"

ایک نایاب ہیرا

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے آپ کی اعلیٰ صفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"وہ ایک نہایت شریف اسم بامسمیٰ نہایت صاف دل، غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر، متحمل مزاج وجود تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے ان کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھا نایاب۔ وہ سراپا شرافت تھا۔ ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر اور چھپے چھپے چپکے چپکے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پہنچ گیا۔ ان کے دکھ اور درد آخر ختم ہو گئے۔ گو ہمارے دلوں میں بیشک ان کی یاد اور درد جدائی قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں سے خدمت کی توفیق دے اور ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔"

✡✡✡✡✡

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A. Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو
(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

جماعت احمدیہ بینن کے جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

’’ اب کرّہ ٔارض پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی کی ترقی اور بلند اقبال مقدر ہے‘‘

’’حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے پاس ہی وہ نورالٰہی ہے جو ساری دنیا کو منور کر سکتا ہے‘‘

’’ احمدیہ مسلم جماعت کی امن پسندی کو دیکھ کر میں جذبات واحساسات سے پرکیف ہوں ‘‘

جلسہ سالانہ بینن پر تشریف لانے والی مختلف اتھارٹیز کے تبصرے

متفرق موضوعات پر ٹھوس علمی وتربیتی تقاریر۔ باجماعت نماز تہجد، درس قرآن وحدیث۔ پاکیزہ روحانی ماحول۔ میڈیا میں کوریج

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آن ملیں گی‘‘۔ (اشتہار دسمبر 1893)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسوں کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے کہ ’’ان کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے‘‘ ایک ایسی روشن حقیقت ہے جسکا تجربہ ہر سال ہر احمدی کو ایک نئے انداز میں ہو رہا ہوتا ہے اور شاملین کے دل بے اختیار حمد وثنا کرتے ہوئے یہ گواہی دے رہے ہوتے ہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے مواقع پر یہ مناظر خوب اُمڈ کر سامنے آجاتے ہیں اور ہر ایک اپنے ملک میں یا پھر MTA پر انہیں دیکھ کر مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت پر گواہ بن جاتا ہے۔ اس قسم کے نظاروں کا ایک پرتو ہر سال ہمیں خلافت کی برکات اور دعاؤں کی بدولت بینن کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی ملتا ہے جس کا مختصر ذکر ذیل کی سطور میں امسال کے جلسہ کی رپورٹ میں ہوگا۔ (انشاءاللہ)

جماعت احمدیہ بینن کو امسال اپنا جلسہ سالانہ 16، 17 اور 18 دسمبر 2011ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اگرچہ عموماً جلسہ کی تقریبات کا آغاز تو نماز جمعہ سے ہوتا تھا مگر گزشتہ تجربات کی بنا پر امسال اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا تھا کہ دور دراز کے ریجنز جو عموماً جلسہ کے پہلے روز تاخیر سے پہنچتے ہیں اور لمبی مسافت کی وجہ سے پہلے دن کی کارروائی کی کچھ برکات سے محروم ہو جاتے ہیں لہٰذا تین سو کلومیٹر سے دور کی جماعتیں اور اضلاع جمعرات کی رات تک جلسہ گاہ ضرور پہنچ جائیں اور قیام وطعام نیز آرام کے بعد جمعہ پر بروقت حاضر ہو کر برکات سے مستفید ہو سکیں۔ اس لئے جلسہ کی رونق اور غلامان مسیح موعود علیہ السلام کا ورود بدھ اور جمعرات سے ہی ہونا شروع ہو گیا تھا جبکہ بعض ریجنز سے وقار عمل کی ٹیمیں ہفتہ دس دن پہلے سے آکر مصروف عمل تھیں۔ بہرکیف نماز جمعہ سب نے جلسہ گاہ میں ادا کی اور ملک مالی سے تشریف لائے ہوئے مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ نے وقف جدید کے عنوان پر خطبہ دیا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن پہلا سیشن

خطبہ جمعہ اور کھانے کے بعد پہلے سیشن کا آغاز تقریب پرچم کشائی سے ہوا۔ امیر صاحب جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کا جھنڈا جبکہ مکرم بکاری مصلحو صاحب نے بینن کا جھنڈا لہرایا اور بعد ازاں دعا ہوئی۔ پھر تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد تشریف لائے ہوئے سات مقامی معزز مہمانوں میں سے دو نے تقاریر کیں جن میں سے فیملی منسٹر کے نمائندہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے جلسہ میں محترمہ فیملی منسٹر صاحبہ نے مجھے اپنی آواز بنا کر بھجوایا ہے۔ آپ کے اس 23 ویں جلسہ سالانہ میں وہ روحانی طور پر آپ کے ساتھ شریک ہیں اور آپ نے یہ جو کہا ہے ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ محترمہ منسٹر صاحبہ کہتی ہیں کہ اس کو آپ نے واقعی سچ کر دکھایا ہے اور وہ دلی طور پر آپ کی ملکی خدمات اور مذہبی روایات کی قدر کرتی ہیں اور وہ پیغام دیتی ہیں اور یقین دلاتی ہیں کہ میں ہر آن آپکے ساتھ ہوں‘‘۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے جلسہ کی افتتاحی تقریر میں ’’احمدیت کیوں ضروری ہے‘‘ کے موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات وفرمودات بیان کئے۔ اس دوران گورنمنٹ کی ایک اور اتھارٹی محترمہ مادام گراس لوانی صاحبہ سابقہ مشیر خاص صدر مملکت بینن بھی تشریف لا چکی تھیں چنانچہ افتتاحی تقریب کی دعا سے قبل انہیں بھی اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔

محترمہ مادام گراس لوانی صاحبہ نے سٹیج پر آتے ہی نعرۂ تکبیر اور احمدیت زندہ باد کے نعرے لگوانے شروع کر دیئے۔ بعد ازاں انہوں نے کہا کہ مَیں نے احمدیت کے ذریعہ حقیقی اسلام اور اسلام کی علمی وروحانی ترقی دیکھی ہے، اسلام کا مطلب سیکھا ہے، کہ اسلام نام ہے اطاعت و فرمانبرداری کا۔ خدا کا نور آج احمدیت کے پاس ہے اور کہیں نہیں۔ اور ابھی جو امیر صاحب نے کہا ہے کہ احمدیت نے دنیا کو زندہ خدا دیا ہے۔ ہاں یہ حقیقت ہے خدا زندہ ہے، زندہ ہے، زندہ ہے وہ سب دیکھتا ہے ہم اسے دھوکا نہیں دے سکتے۔ وہ سنتا بھی ہے اور باتیں بھی کرتا ہے۔ بُت کوئی چیز نہیں، احمدیت شرک اور بُتوں کی موت ہے اور ایک زندہ سمیع وعلیم خدا کی شہادت۔ وہ خدا جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، ایوبؑ، یونسؑ، یوسفؑ اور مسیحؑ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا آج وہ احمدیت کے ساتھ ہے...... مَیں اس لئے احمدیت کے ساتھ ہوں کہ اس نے زندہ خدا دیا ہے اور یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ خدا آج بھی بندوں سے باتیں کرتا ہے ہاں کرتا ہے۔ اور یہی قرآن کریم تعلیم ہے کہ خدا بندوں سے باتیں کرتا ہے اور مَیں بھی آج خدا سے باتیں کرتی ہوں وہ میری بھی سنتا ہے۔

محترمہ مادام گراس لوانی صاحبہ کے اظہار خیال کے بعد دعا سے پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا پہلا سیشن

مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت مالی نے اس اجلاس کی صدارت کی اور تلاوت ونظم کے بعد موجود اتھارٹیز میں سے ملک ٹوگو کے کونسلیٹ محترم اولوآ صاحب (olooa) نے اپنے خطاب میں کہا کہ ’’مَیں جماعت احمدیہ کے اتحاد اور مضبوط نظم وضبط کا سنا ہی کرتا تھا آج مَیں یہاں آکر آپ کے اتحاد اور مضبوط نظم وضبط کا خود گواہ بن گیا ہوں۔ آپ کا یہ اتحاد اور اکٹھ جو دنیا میں امن قائم کرنے کا علم بردار ہے آپ کے یہ نعرے حقیقت بن کر رہیں گے، مَیں آپ کا شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے یہ موقع میسر کیا کہ مَیں دنیا کو فتح کرنے والی قوم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔

دوسرے دن کے اس پہلے سیشن میں صدارتی تقریر کے علاوہ دو تقریریں تھیں۔ ایک محترم اولابی مصطفیٰ صاحب لوکل مشنری کی ’’فی زمانہ علمی واخلاقی اقدار کا فقدان اور اسلام میں انکا حل‘‘ کے عنوان پر اور دوسری مکرم لقمان بصیرو صاحب افسر جلسہ سالانہ کی ’’عوامی تحریکات اسلام کی نظر میں‘‘۔ ان کے علاوہ اتھارٹیز میں سے جلسہ گاہ کے علاقہ کے میئر صاحب اور کنگ آف کیکا نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

محترم میئر صاحب آف سیمے پوجی اپنے خطاب سے کچھ دیر قبل پنڈال میں سٹیج پر بیٹھ کر جلسہ کا نظارہ کرتے رہے اور لگنے والے نعرہ ہائے تکبیر پر لوگوں کے پرجوش اللہ اکبر کے ایمان افروز جوابات پر بہت متاثر تھے۔ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مَیں پہلے کبھی جماعت کے کسی پروگرام میں شامل نہیں ہو سکا اور آج آکر میری حالت بڑی پرکیف ہے۔ مَیں آپ سب کو اپنے علاقہ سیمے پوجی میں خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کے اس ماحول اور حمد وثنا کو دیکھ کر میرا دل آپ سے ایک التجا کرتا ہے کہ آپ لوگ دعا کریں کہ میرا سارا علاقہ سیمے پوجی ترقی کر جائے۔ مجھے یقین ہے آپ کی دعائیں میرے علاقہ کے لوگوں کی سوچ بدل کر رکھ دیں گی۔ پس میرے علاقہ، ملک نیز میری قوم کے لئے دعا کریں کہ خدا ان کی سوچ بدلے اور یہ بھی خدا کی حمد وثنا کی طرف آئیں۔ اور پھر اس نے نعرے لگوائے۔

انہوں نے اپنی گزارشات کے اختتام پر کہا کہ مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ مَیں زیادہ تو یہاں شرکت نہیں کر سکتا ہاں میری طرف سے پچاس ہزار (50,000) فرانک سیفا اس جلسہ کے اخراجات کے لئے رکھ لیں چلو پانی ہی سہی میری طرف سے قبول کریں۔ چنانچہ انہوں مذکورہ رقم دی۔

جناب کنگ آف کیکا صاحب نے دعا وسلام کے بعد فی زمانہ معاشرتی برائیوں اور بدیوں کو گنوانا شروع کر دیا۔ ایک لمبی چوڑی فہرست بدیوں کی گنوانے کے بعد یکدم کہنے لگے پتہ ہے مَیں نے یہ کیوں گنوائی ہیں؟ یہ بتانے کے لئے کہ ان سب بدیوں پر آج دنیا میں کسی کی نظر نہیں ہے کہ ان کو دور کرنے کے لئے پلاننگ کرے۔ صرف اور صرف ایک جماعت میں یعنی جماعت احمدیہ میں ہمارا امام ہر خطبہ میں ہمیں ہماری بدیوں سے آگاہ کرتا ہے اور ان کے خاتمہ کا مضبوط حل ہمیں دیتا ہے۔ کنگ آف کیکا نے ہماری تاثرات کی کتاب میں بھی لکھا ہے کہ ’’سیدی! ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں یہ جماعت ملی‘‘۔

اس سیشن کے اختتام پر صدر مجلس محترم محمود ناصر ثاقب صاحب (امیر مالی) نے رحمۃ للعالمینؐ کے موضوع پر دلچسپ واقعات کے ذریعہ بہت پر اثر تقریر کی۔

جلسہ کا تیسرا سیشن

جلسہ کے تیسرے سیشن کا آغاز ساڑھے چار بجے سہ پہر زیر صدارت مکرم عبدالخالق نیر صاحب مشنری انچارج نائیجیریا ہوا۔ تلاوت، نظم کے بعد مکرم راجی شہود صاحب نے ’’اسلام میں دنیا کے اقتصادی مسائل کا حل‘‘ پر تقریر کی، اور دوسری تقریر مکرم اونیبو عزیز صاحب کی تھی آپ نے ’’معاشرتی احترام‘‘ کے عنوان پر معاشرے میں پھیلنے والی چھوٹی چھوٹی بےاحتیاطیوں (جو کہ بڑی بدیاں بن جاتی ہیں) کو چُن چُن کر عوام کے سامنے رکھا۔ آپکی تقریر بھی خوب دلچسپ اور حالاتِ حاضرہ کو پوری طرح گھیرے ہوئے تھی۔

اس سیشن کے اختتام پر نماز مغرب وعشاء اور کھانے کے بعد محترم عمر معاذ صاحب نے ایک تقریر کی جس میں اُنہوں نے پاکستان جانے اور جامعہ احمدیہ میں پڑھنے کا واقعہ سنایا اور دورانِ تقریر اور بہت سارے تربیتی اور ایمانی پہلوؤں کو لے کر عوام کو نصیحت کرتے رہے۔

جلسہ کا تیسرا اور آخری دن

جلسہ کے تیسرے دن کا آغاز حسبِ روایت باجماعت نمازِ تہجد، نماز فجر، اور درس سے ہوا، پھر ناشتہ اور جلسہ گاہ کی تیاری کے بعد دس بجے تلاوت ونظم کے بعد محترم عمر معاذ صاحب نے ’’اسلام میں جہاد کا تصور‘‘ کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے پہلے اسلام پر ہونے والے اعتراض کو لیا پھر جہاد کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور جنگوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل نیز ہدایات بتائیں اور آخر پر بتایا کہ آج صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایات اور خلافت کے سایہ تلے یہ جہاد کر رہی ہے جس کی کوئی مثال اس وقت دنیا میں نہیں ملتی۔ آپ کی تقریر کے بعد اویمے پلاتو کے گورنر کی طرف سے آئے ہوئے نمائندہ نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اپنے تأثرات دیئے۔ انہوں نے کہا کہ ’’محترم گورنر صاحب ایک سفر پر ہونے کے باعث نہیں پہنچ سکے اور انہوں نے مجھے پیغام دے کر بھیجا ہے کہ مَیں آپ سب کو بتاؤں کہ مَیں نے ملک کے طول وعرض میں پھر کر دیکھا ہے جماعت احمدیہ کی تقریبات اور نشریات میں بھی شامل ہوا ہوں اور پھر کونے کھدرے سے بھی جانچ پڑتال کی ہے احمدیت صرف امن، امن اور امن واتحاد کا گہوارہ ہے۔ ایک حقیقی مذہب کیلئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے یعنی تربیت، نظم وضبط اور تنظیم وہ سب احمدیت میں پائی جاتی ہیں‘‘۔

محترم نمائندہ گورنر صاحب کے بعد آج کی اختتامی تقریب میں کنگ آف آلاڈا صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اپنی باری پر بڑے والہانہ انداز میں اس بات کا اظہار کیا کہ ’’مَیں کنگ آف آلاڈا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دوست ہوں اور یہ دونوں خدا کی انتہائی برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کا مَیں دوست ہوں اور مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ حضور میرے گھر تشریف لائے اور پھر مَیں بھی حضرت اقدس کے دربار عالیہ تک پہنچتا رہا ہوں‘‘۔ محترم امیر صاحب نے 23 ویں جلسہ سالانہ کا پروگرام بھجوایا اور میں چلا آیا۔ مَیں یقین دلاتا ہوں کہ احمدیت میں صرف اچھائی، اچھائی اور اچھائی ہے اور کچھ نہیں۔ یہ مضبوط تنظیم، تربیتی امور ان کا عزم صمیم اور انسانی اقدار پر اتحاد ان کی خصوصیات کا شاہکار ہیں۔ ان میں بدانتظامی، مظاہرے، بدامنی نہیں۔ یہاں پر ہر چیز correct ہے۔ خدا کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے۔ ہر لحاظ سے ہم خوش قسمت ہیں اگر ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ لندن سے ہم نے احمدیت کی عالمگیر انقلابی قیادت دیکھی ہے (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات اقدس) اور ہم کہتے ہیں کہ ہم دلی طور پر آپ کے ساتھ ہیں اور آپ عوام کو بھی کہتے ہیں کہ بس آگے بڑھو اور کام کرو اور دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دو۔

پھر بادشاہ صاحب نے احمدیت زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس! زندہ باد اور مرزا غلام احمد کی جے کے بڑے ہی پُرجوش اور والہانہ انداز میں فلک بوس نعرے لگوائے۔

آپ کے بعد غانا سے آئے ہوئے ایک پرانے مخلص احمدی الحاج بشیرو صاحب جن کی تبلیغ سے بینن میں احمدیت آئی تھی نے اپنے دلچسپ واقعات سنائے اور پھر مکرم امیر صاحب نائیجیریا (صدر مجلس اختتامی تقریب) نے ’’کتب مقدسہ کی رو سے حوادث زمانہ کی پیشگوئیاں‘‘ کے عنوان پر انگریزی اور لوکل زبان یوربا میں تقریر کی جس کے بعد دعا اور نعرہ ہائے تکبیر سے جلسہ کا اختتام ہوا۔

اس جلسہ میں تینوں دن نماز باجماعت نماز تہجد اور تربیتی دروس کا خاص انتظام رہا۔

امسال بفضلہٖ تعالیٰ جلسہ میں 4136 افراد نے شمولیت کی جبکہ گزشتہ سال 2837 حاضری تھی۔ نیشنل ٹی وی چینل اور دوسرے بڑے گولف ٹی وی چینل نے جلسہ کی کارروائی کو کوریج دی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کی برکات سے تمام شاملین کو وافر حصہ عطا فرمائے اور جماعت بینن کا قدم ہر روز آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔

بقیہ: دنیا میں امن کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ از صفحہ نمبر 2

نے کہہ دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ شیطان میرے دماغ پر غالب آ گیا تھا اس لئے میں نے یہ کہہ دیا کہ زمین گول نہیں بلکہ چپٹی ہے اس طرح اس کو لوگوں کے مظالم سے تنگ آ کر صداقت کو چھوڑنا پڑا۔

اس کے مقابلہ میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے ماننا ہی نہیں، چاہے ہمیں صداقت بھی نظر آ جائے۔ ہمارے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثال موجود ہے آپ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے آپ سے باتیں کیں جب مجلس سے اُٹھ کر باہر نکلے تو ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی باتوں کا تم پر کیا اثر ہوا؟ دوسرے نے کہا تورات کی پیشگوئیاں تو اس پر پوری ہو چکی ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگا پھر کیا فیصلہ ہے۔ اس نے کہا فیصلہ کیا جب تک دم میں دم ہے اس کو نہیں ماننا۔ تو جب انسان ضد پر قائم ہو جائے تو لازمی بات ہے کہ وہ حق کو نہیں پا سکتا۔

پس دوسری چیز یہ ہے کہ ہر انسان اپنے دل سے ضد کو نکال دے اور اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر لے کہ جہاں کہیں مجھے سچائی مل جائے گی میں اسے قبول کرلوں گا۔ ضد تبھی پیدا ہوتی ہے جب وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں کسی حالت میں بھی اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا۔

تیسری ضروری بات یہ ہے کہ اختلافِ مذہب کو کبھی وجہ فساد نہ بنایا جائے۔ ہر انسان اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلے کہ تحقیق کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ اگر حق مل گیا تو قبول کرلوں گا اور اگر حق مجھ پر نہ کھلا تو لڑائی جھگڑا نہیں کروں گا بلکہ خاموش ہو جاؤں گا۔ جب کوئی شخص تحقیق حق کرے گا تو دو ہی پہلو ہوں گے یا تو اس پر حق کھل جائے گا اور یا نہیں کھلے گا۔ اگر وہ اس نیت سے تحقیق حق کرے گا کہ اگر حق کھل گیا تو مان لوں گا اور اگر حق مجھ پر نہ کھلا تو لڑوں گا نہیں تو ایسا شخص صداقت معلوم ہونے پر اسے قبول کرنے سے ہچکچائے گا نہیں اور اگر اسے صداقت نہ ملی تو وہ خاموش ہو جائے گا اور لڑائی جھگڑا کا بازار گرم نہیں کرے گا۔

آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اس اختلاف کو برداشت نہ کریں جبکہ پہلے لوگ بھی دوسروں سے اختلاف کرتے چلے آئے ہیں۔

جب حضرت کرشنؑ اور حضرت رام چندر جیؑ نے دعویٰ کیا تو کیا انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا یا نہیں؟ اگر اختلاف کیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج ان کے ماننے والے اس اختلاف کو برداشت نہیں کرتے اور ٹھنڈے دل سے غور نہیں کرتے۔ جب زرتشت نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو کیا انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف نہیں کیا تھا؟ اگر اُنہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا تو کیا وجہ ہے آج حضرت زرتشتؑ کے ماننے والے دوسروں کے اختلاف کو برداشت نہیں کرتے۔ جب حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ نے اپنے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو کیا انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا یا نہیں؟ اگر اُنہوں نے اختلاف کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ آج ان کے ماننے والے دوسروں کے اختلاف کو برداشت نہیں کرتے۔ اگر ان کو اپنے اپنے زمانہ میں دوسروں سے اختلاف کرنے کا حق تھا تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا۔

پس گزشتہ انبیاء کے اَتباع کو کسی طرح بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے دشمنی اور بغض رکھیں۔

اسلام اس بات سے سختی سے منع کرتا ہے کہ کسی شخص سے محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے بغض وعناد رکھا جائے۔ ہمارے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُسوہ حسنہ موجود ہے آپ کے گھر ایک یہودی آیا آپ نے اُس کو اپنا مہمان ٹھہرایا۔ وہ یہودی آپ سے بہت کینہ اور بغض رکھتا تھا صبح جاتے وقت وہ بستر پر پاخانہ پھر گیا۔ اُس وقت بستر بہت سادہ ہوتے تھے عام طور پر ایک ہی کپڑا ہوتا تھا تو شکوں وغیرہ کا استعمال ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کپڑے کو دھونا شروع کیا خادمہ جو پانی ڈال رہی تھی اس کے منہ سے غصہ کی وجہ سے یہ فقرہ نکلا کہ خدا اس کا بیڑا غرق کرے کتنا بُرا آدمی تھا کہ رات اس بستر میں سویا رہا اور صبح جاتی دفعہ اس میں پاخانہ کر گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو بُرا بھلا کہنے سے فوراً روک دیا اور فرمایا اسے بُرا نہ کہو خدا جانے اُسے کیا تکلیف تھی۔[9]

پس اختلاف کو وجہ فساد بنانا عقل مندی نہیں اور اس اختلاف پر لڑنے سے کبھی بھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔

اگر یہ تین چیزیں پیدا ہو جائیں تو خداتعالیٰ کی بادشاہت قائم ہوسکتی ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ: ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام از صفحہ نمبر 1

جس کا مدار تقویٰ پر ہوگا اور جس کے خداتعالیٰ کے ساتھ پاک تعلقات ہوں گے اسی کو نصرت ہوگی۔ یہ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہے کہ اس وقت اور ملہم ہمیں جھوٹا قرار دیتے ہیں بلکہ عیسٰی علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو کہ ملہم تھے اور وہ نبیوں کی تکذیب کرتے تھے تو اس وقت کے داناؤں نے یہی فیصلہ دیا تھا کہ جو سچا ہوگا اس کا کاروبار بابرکت ہوگا۔ پس اب بجز اس بات کے اور فیصلہ نہیں نظر آتا کہ اگر قول میں پیچیدگی ہے تو فعل کو دیکھو، لیکن مَیں پھر کہتا ہوں کہ مجھ سے یہ درخواست کہ فعل ظاہر ہو عبث ہے۔ مَیں تو ایک عاجز بندہ ہوں، یہ خدا کا کام ہے کہ جو فعل وہ چاہے ظاہر کردے۔ مَیں کیا ہوں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا کہ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ۔ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (العنکبوت: 51)

انبیاء کا کام بازیگروں کی طرح چٹے بٹے دکھانا نہیں ہوتا۔ وہ تو خداتعالیٰ کے پیغام رساں ہوتے ہیں۔ علمی بحث الگ ہے اور الہامی بحث الگ ہے۔ مختصر فیصلہ یہی ہے کہ اگر قول میں تعارض ہے تو فعل خود فیصلہ کردے گا۔ ایک مفتری تحصیلدار گورنمنٹ سے عزت نہیں پاسکتا اور گرفتار کیا جاتا ہے تو مفتری علی اللہ کیسے اس کا محبوب ہوسکتا ہے اور وہ کب اس کی تائید کرسکتا ہے۔ اگر سچے کی عزت بھی ویسی ہو جیسے کہ جھوٹے کی تو پھر دنیا سے امان اُٹھ جاوے گا۔

پس یاد رکھو کہ قول کے اشتباہ فعل سے ہی دُور ہو سکتے ہیں۔ میرے ساتھ جو وعدے خداتعالیٰ کے ہیں وہ پچیس تیس سال پیشتر براہین میں درج ہو چکے ہیں اور بہت سے پورے ہوگئے ہیں۔ جو باقی ہیں چاہو تو ان کا انتظار کرو۔

الہام میں دخل شیطانی بھی ہوتا ہے جیسے کہ قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے۔ مگر جو شخص شیطان کے اثر کے نیچے ہو اُسے نصرت نہیں ملا کرتی۔ نصرت اُسے ہی ملا کرتی ہے جو رحمان کے زیر سایہ ہو۔ ہم اپنی زبان سے کسی کو مفتری نہیں کہتے۔ جبکہ وحی شیطانی بھی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ کسی سادہ لوح کو دھوکا لگا ہو۔ اس لیے ہم فعلِ الٰہی کی سند پیش کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ پیش کی تھی اور خداتعالیٰ نے فعل پر بہت مدار رکھا ہے۔ وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ (الحاقۃ: 45-46) میں فعل ہی کا ذکر ہے۔ پس جبکہ یہ مسنون طریق ہے تو اس سے کیوں گریز ہے۔ ہم لوگوں کے سامنے ہیں اور اگر فریب سے کام کررہے ہیں تو خداتعالیٰ ایسے عذاب سے ہلاک کریگا کہ لوگوں کو عبرت ہو جاوے گی اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور خدا کی طرف سے ہے تو پھر دوسرے لوگ ہلاک ہو جاویں گے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 232 تا 235۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

تنزانیہ میں اکویری (Ikwiri) کے مقام پر مسجد کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

(رپورٹ: یوسف عثمان کمبا اولایا۔ مبلغ سلسلہ)

اکویری (Ikwiri)، تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام سے مٹوارا جانے والی شاہراہ پر 250 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ شہر ضلع Rufiji کا ایک اہم کمرشل سنٹر ہے۔ اور دارالسلام سے سب سے قریبی کوسٹ ریجن میں واقع ہے۔

یہاں چند سال قبل مسجد کی تعمیر کے لیے ایک پلاٹ حاصل کیا گیا مگر بعض وجوہات کی بناء پر اس کو چھوڑنا پڑا۔ تو یہاں کے ایک مخلص احمدی دوست مکرم یوسف شعبان مالیمبا صاحب نے اپنا ذاتی پلاٹ مسجد کی تعمیر کے لیے پیش کر دیا۔ جس سے ساری جماعت بہت خوش ہوئی کہ انکی دیرینہ خواہش پوری ہونے جارہی ہے۔

اس مسجد کے سنگ بنیاد کے لیے 16/اکتوبر 2011ء کا دن مقرر ہوا۔ مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز ساڑھے دس بجے صبح مکرم ومحترم امیر صاحب تنزانیہ مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، سواحیلی زبان میں ترجمہ اور منظوم کلام کے بعد صدر جماعت Ikwiri مکرم Dr Munir Mungu صاحب نے تقریب میں شریک احمدی احباب نیز تشریف لانے والے مہمانان کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے سے پہلے مسجد کی تعمیر کے حوالے سے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ خدا کے اس گھر کی تعمیر کے بعد اس کو آباد رکھنا آپ سب کا فرض ہے۔ آپ اپنے اندر ایسی پاک تبدیلیاں پیدا کریں کہ یہاں کے لوگ آپ کی نیک مثالوں اور پاک نمونوں کو دیکھ کر جماعت کی طرف رخ کریں۔ آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مساجد ہماری تربیت گاہیں ہیں جہاں پانچ وقت حاضر ہو کر خداتعالیٰ کی عبادت کرنے سے ہماری روحوں میں خدا کی سچی اور پاک محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہماری طبائع اور اخلاق درست ہوتے ہیں اجتماعی طور پر چھوٹوں بڑوں اور مردوں وعورتوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد اس کی جلد تعمیر مکمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لائیں اور تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس کی آبادکاری کا فریضہ بخوبی انجام دینے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد سنگ بنیاد رکھنے کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلی اینٹ مکرم امیر صاحب نے نصب کی۔ دوسری اینٹ خاکسار یوسف عثمان کمبالایا مرکزی مبلغ کوسٹ ریجن نے اور تیسری اینٹ ریجنل صدر صاحب کو رکھنے کی توفیق ملی۔ جس کے بعد بعض دیگر احباب جماعت نے بھی اینٹیں لگانے کی سعادت پائی۔ آخر پر محترم امیر صاحب تنزانیہ نے دعا کروائی جس میں سب حاضرین بلاتفریق مذہب وملت شامل ہوئے۔ دعا کے بعد حاضرین کی ریفریشمنٹ کروائی گئی۔

ریفریشمنٹ کی تقریب کے دوران ایک غریب مگر دل کے امیر احمدی دوست مکرم Hamidu Ungandu نے جوش اخلاص دکھاتے ہوئے اس مسجد کی تعمیر کے لیے سیمنٹ کے 20 بیگ دینے کا وعدہ کیا جو کہ ان کی حیثیت سے بڑھ کر ہے۔ جسے دیکھ کر دیگر احباب نے بھی جوش ایمان کا مظاہرہ کیا۔ اور باوجود غریب ہونے کے نقد کیش اور وعدہ جات کیے۔ یوں سیمنٹ کے کل 49 تھیلوں کے وعدہ جات ہوئے۔ جو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں نقد پیش کیے جانے والے ہزاروں شلنگ کے علاوہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کے ایمان واخلاص میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

خدا کے فضل سے امید ہے کہ اس مسجد کی تعمیر تین ماہ میں مکمل ہو جائے گی انشاء اللہ۔ مسجد کا مسقّف حصہ 40x50 فٹ ہوگا اور 100 سے زائد احباب اس میں نماز ادا کرسکیں گے۔

آخر پر قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے اس گھر کو بے شمار پیاسی اور بھٹکی ہوئی روحوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہمیں مساجد کے تعلق میں اپنے فرائض کما حقہ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت زبیرؓ بن العوام

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25/جولائی 2009ء میں صحابیٔ رسولؐ حضرت زبیرؓ بن العوام (کنیت ابوعبداللہ) کی سیرت پر ایک مضمون مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت زبیرؓ کے والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہ تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ آپؓ حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے تھے اور آپ کا نسب پانچویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے داماد تھے۔

حضرت زبیرؓ ہجرت نبوی سے 28 سال قبل پیدا ہوئے۔ والد بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔ والدہ نے تربیت میں تادیب اور سختی سے کام لیا تا کہ آپ ایک بہادر اور دانا انسان بن جائیں۔ لڑکپن میں ایک جھگڑے میں آپ نے مکہ کے ایک نوجوان کو مکّہ مار کر اُس کا ہاتھ توڑ دیا۔ حضرت صفیہؓ کو شکایت پہنچی تو انہوں نے شکایت کرنے والوں سے پوچھا پہلے بتاؤ کہ تم نے زبیر کو کیسا پایا۔ بہادر یا بزدل؟

حضرت زبیرؓ کا قد لمبا تھا۔ سواری پر بیٹھتے تو پاؤں زمین کو چھوتے۔ رنگ سفید، جسم ہلکا پھرتیلا، رخسار ہلکے، داڑھی بھی ہلکی اور سرخی مائل تھی۔

حضرت زبیرؓ نے سولہ برس کی عمر میں پانچویں یا چھٹے نمبر پر اسلام قبول کیا۔ ابتدائے اسلام میں حضرت زبیرؓ پر بھی بہت سختیاں ہوئیں۔ ان کا چچا ان کو چٹائی میں باندھ کر دھوئیں کی دھونی دیتا۔ آپ کا دم گھٹنے لگتا مگر آپ ایمان پر قائم رہے۔ ظلم وستم انتہا کو پہنچا تو پہلے حبشہ اور کچھ عرصہ بعد مدینہ ہجرت کی سعادت پائی۔

کمسن ہونے کے باوجود بہادری اور جاں نثاری آپ کا طرّہ امتیاز تھی۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کسی نے مشہور کر دیا کہ نبی کریمؐ کو مشرکین نے گرفتار کرلیا ہے۔ آپؓ نے سنا تو تلوار سونت کر فوراً رسول اللہؐ کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ نے دیکھ کر پوچھا یہ کیا؟۔ عرض کیا کہ حضورؐ میں تو آپ کی گرفتاری کا سن کر دیوانہ وار آپ کی طرف چلا آیا ہوں۔ رسول اللہؐ نے نہ صرف اس فدائی کے لئے بلکہ آپ کی تلوار کے لئے بھی دعا کی۔

مکہ میں ابتدا میں آپ کی مؤاخات حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے ہوئی۔ مکّہ میں قیام کے دوران بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ کو بھی آپکا بھائی قرار دیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد حضرت سلمہؓ بن سلامہ سے بھائی چارہ ہوا جو بیعت عقبہ میں شریک ہونے والے انصار میں سے معزز بزرگ تھے۔

حضرت زبیرؓ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ آپ کی شجاعت و بہادری ضرب المثل تھی۔ غزوۂ بدر میں زرد رنگ کا عمامہ سر پہ باندھ رکھا تھا۔ مسلمانوں کے پاس کُل دو گھوڑوں میں سے ایک پر آپؓ سوار تھے۔ اس جنگ میں وہ اس جانبازی اور دلیری سے لڑے کہ جس طرف نکل جاتے دشمن کی صفیں تہ و بالا کر کے رکھ دیتے۔ مشہور تھا کہ اس روز فرشتے بھی زبیرؓ کی پگڑی جیسی زرد پگڑیاں پہنے نازل ہوئے تھے۔

ایک مشرک نے بلند ٹیلے پر کھڑے ہوکر دعوتِ مبارزت دی۔ حضرت زبیرؓ لپک کر اس پر حملہ آور ہوئے مگر تھوڑی دیر میں دونوں قلابازیاں کھاتے ہوئے ٹیلے سے نیچے آنے لگے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں میں سے جو پہلے زمین پر آرہے گا وہی ہلاک ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔ وہ مشرک پہلے زمین پر گرا اور مارا گیا۔

میدان بدر میں ایک اور سُورما عبیدہ بن سعید سر سے پاؤں تک زرہ بند تھا اور صرف آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ حضرت زبیرؓ اس کے مقابلے میں بھی نکلے اور تاک کر اُس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ دوسری طرف سے باہر نکل گیا۔ اس کی لاش پر بیٹھ کر بمشکل کھینچ کر نیزہ نکالا گیا تو پھل ٹیڑھا ہو چکا تھا۔ آنحضرتؐ نے زبیر کی بہادری کے نشان کے طور پر وہ نیزہ حضرت زبیرؓ سے مانگ کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین میں یہ امانت بطور تبرک منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت زبیرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے پاس یہ نیزہ پہنچا جو اُن کی وفات تک ان کے پاس رہا۔

حضرت زبیرؓ نے جس بے جگری سے میدان بدر میں داد شجاعت دی اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ سارا بدن زخموں سے چھلنی تھا۔ ایک زخم تو اتنا گہرا تھا کہ ہمیشہ کے لئے بدن میں گڑھا پڑ گیا۔ آپؓ کی تلوار میں بدر کے دن گردنیں مارتے مارتے دندانے پڑ گئے۔

غزوۂ اُحد میں مشرکین کے اچانک حملے کے وقت جو چودہ صحابہؓ ثابت قدم رہے ان میں حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔ جنگ کے بعد رسول کریم نے جب بعض اطلاعات پر یہ خطرہ محسوس کیا کہ دشمن پھر پلٹ کر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو آپؐ نے ستّر صحابہ کے ساتھ دشمن کا تعاقب فرمایا۔ ان میں آپؓ بھی شامل تھے۔

غزوۂ خندق میں حضرت زبیرؓ کی ڈیوٹی خواتین کی حفاظت پر تھی جس کا حق آپ نے خوب ادا کیا۔ مدینہ کے یہود بنوقریظہ کے ساتھ اگرچہ مسلمانوں کا معاہدہ تھا لیکن مشرکین عرب کا چاروں طرف سے مدینہ پر ہجوم دیکھ کر وہ بھی بدعہدی پر اتر آئے۔ یہ شدید سردی کے دن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو آواز دی کہ کوئی ہے جو بنوقریظہ کی خبر لائے؟ تین مرتبہ آواز دینے پر ہر دفعہ ایک ہی آواز آئی اور یہ آواز جس جری پہلوان کی تھی وہ زبیرؓ تھے۔ انہوں نے ہر دفعہ لبیک کہا اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، مَیں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ پھر دشمن کی خبریں لے کر جب آپؓ واپس لوٹے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر نبی کا ایک حواری یعنی خاص مددگار ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے‘‘۔ اسی طرح فرمایا ’’اے زبیر! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!‘‘۔

حضرت زبیرؓ کو حدیبیہ میں بھی شرکت کی توفیق ملی۔ اور رسول کریمؐ نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کے بارہ میں فرمایا تھا کہ ان میں سے کوئی آگ میں داخل نہ ہوگا۔

غزوۂ خیبر میں یہود کا رئیس مرحب حضرت علیؓ سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔ اُس کا دیوہیکل بھائی یاسر نہایت غضبناک ہوکر اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے آگے آیا اور کہا کہ کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے۔ حضرت زبیرؓ آگے بڑھے تو آپ کی والدہ صفیہؓ پریشان ہوکر کہنے لگیں کہ آج زبیرؓ کی خیر نہیں۔ مگر آنحضورؐ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہوگا، زبیرؓ اس پر لازماً غالب آئے گا۔ چنانچہ آپؓ نے چند ہی لمحوں میں اُس کو زیر کرلیا۔

فتح مکہ کے موقع پر بھی حضرت زبیرؓ کو کلیدی خدمات کی توفیق ملی۔ پہلے آپؓ حضرت علیؓ کے ساتھ اُس مہم میں شامل ہوئے جو مخبری کرنے والی شُتر سوار عورت کو گرفتار کرنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر بھجوائی تھی۔ پھر مکّہ میں داخلہ کے وقت لشکر کے چھوٹے چھوٹے دستے بنائے گئے۔ آخری دستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور اس دستہ کے علمبردار حضرت زبیرؓ تھے۔ مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہونے کے بعد حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ گھوڑوں پر سوار آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہؐ نے خود بڑی محبت کے ساتھ اپنے دست مبارک سے ان مجاہدوں کے چہروں سے گرد وغبار صاف کی اور ان کے مالِ غنیمت کے حصے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ گھوڑسواروں کے لئے ہم نے عام مجاہدین سے دوگنے حصے مقرر کئے ہیں۔ یہ گویا حضرت زبیرؓ کی شاندار خدمات پر رسولؐ اللہ کی طرف سے انعام کا اعلان تھا۔

فتح مکہ کے بعد حنین کا معرکہ پیش آیا۔ حنین کی گھاٹیوں میں چھپے ہوئے تیرانداز مسلمان مجاہدین کی نقل وحرکت دیکھ رہے تھے۔ حضرت زبیرؓ کی بہادری اتنی زبان زد عام تھی کہ کمین گاہوں میں چھپے ہوئے دشمن پر جب آپ نے حملے کا ارادہ کیا تو اُن میں سے ایک شخص نے آپ کو پہچان کر اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ لات وعُزّی کی قسم! یہ طویل القامت شہ سوار یقیناً زبیر ہے۔ اس کا حملہ بڑا خطرناک ہوتا ہے، تیار ہوجاؤ۔ اس اعلان کے ساتھ ہی دشمن کے ایک دستے نے آپؓ پر تیروں کی بوچھاڑ کردی۔ حضرت زبیرؓ نے نہایت جرأت اور دانشمندی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے یہ گھاٹی دشمنوں سے بالکل خالی کروا کردم لیا۔

جنگ یرموک میں بھی حضرت زبیرؓ کی غیرمعمولی شجاعت دیکھنے میں آئی۔ دورانِ جنگ چند نوجوانوں نے آپؓ سے کہا کہ اگر آپ دشمن کے قلب لشکر میں گھس کر حملہ کریں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ حضرت زبیرؓ کو تائید الٰہی سے اپنی قوتِ بازو پر ایسا اعتماد تھا کہ فرمانے لگے تم میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ مگر جب ان نوجوانوں نے اصرار کیا تو آپؓ اُن کے دستے کو ساتھ لے کر دشمن کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور رومی فوج کے قلب کو چیرتے ہوئے تنہا لشکر کے اُس پار نکل گئے۔ پھر آپؓ حملہ کرتے ہوئے واپس لوٹے تو رومی گھیرا ڈال کر ہر طرف سے آپؓ پر حملہ آور ہوئے اور سخت زخمی کردیا۔ آپؓ کی گردن پر تلواروں کے اتنے کاری زخم آئے کہ اچھے ہونے کے بعد بھی اس میں گڑھے باقی رہ گئے۔

آپؓ کے فرزند حضرت عروہؓ کہا کرتے تھے حضرت زبیرؓ کی پشت پر بدر کے زخم کے بعد یرموک کے زخم کا گڑھا تھا جس میں انگلیاں داخل کرکے مَیں بچپن میں کھیلا کرتا تھا۔

فتح شام کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر کا قصد کیا تو حضرت عمرؓ نے ان کی مدد کے لئے دس ہزار سپاہ اور چار افسروں کی کمک بھیجی اور لکھا کہ ان افسروں میں سے ہر ایک ہزار سوار کے برابر ہے۔ ان میں سے ایک کمانڈر حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے محاصرہ فسطاط کے جملہ انتظامات آپؓ کے سپرد فرمائے۔ سات ماہ ہوگئے محاصرہ ٹوٹنے کو نہ آتا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے ایک دن تنگ آ کر کہا کہ آج مَیں مسلمانوں پر اپنی جان فدا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ننگی تلوار ہاتھ میں لئے اور قلعہ کی دیوار کے ساتھ سیڑھی لٹکائی اور اوپر چڑھ گئے تا کہ فصیل کو پھلانگ کر قلعے میں داخل ہوجائیں۔ چند اور صحابہ نے بھی ساتھ دیا۔ فصیل پر پہنچ کر سب نے ایک ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ تمام فوج نے جواباً ساتھ دیا۔ فسطاط کی سرزمین نعرہ ہائے تکبیر سے دہل اُٹھی۔ عیسائی سمجھے کہ مسلمان قلعے کے اندر گھس آئے ہیں وہ بدحواس ہوکر بھاگے۔ دریں اثناء حضرت زبیرؓ نے موقع پاکر قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ اسلامی فوج اندر داخل ہوگئی اور مقوقس شاہ مصر کی درخواست پر ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ طے پایا۔

اسکندریہ کے محاصرہ نے طول کھینچا تو آپ نے سیڑھی لگا کر قلعے کی فصیل پار کرنا چاہی تو ساتھیوں نے کہا کہ قلعے میں سخت طاعون کی وَبا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی طعن و طاعون کے لئے ہی آئے ہیں پھر موت کا کیا خوف! یہ کہہ کر سیڑھی لگا کر دیوار پر چڑھ گئے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ کی ذہانت وفراست اور آپؓ کی خدمات کے باعث انتخاب خلافت کمیٹی میں آپؓ کا بھی نام بھی شامل فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے اگر میں کوئی عہد کروں یا ترکہ کی وصیت کسی کے حق میں کروں تو پسند کروں گا کہ زبیرؓ کے حق میں کروں کہ وہ ارکان دین میں سے ہے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت زبیرؓ بڑھاپے کی عمر میں داخل ہوچکے تھے، اس لئے خاموشی سے زندگی بسر کردی۔ حضرت عثمانؓ آپؓ پر بہت اعتماد کرتے تھے چنانچہ ایک بار شدید نکسیر پھوٹنے سے جب اتنے زیادہ بیمار ہوگئے کہ اس سال حج پر بھی نہیں جاسکے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6/مئی 2009ء میں مکرم عبدالحمید خلیق صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

خدا پھر مہرباں ہونے لگا ہے
عزم اپنا جواں ہونے لگا ہے
چُنا جس کو خدا نے اپنا محبوب
وہ محبوبِ زماں ہونے لگا ہے
وہ حسن و عشق کا بے مثل پیکر
فدا اس پر جہاں ہونے لگا ہے
کڑکتی ظلم کی اس دھوپ میں وہ
ہمارا سائباں ہونے لگا ہے
خدا کی دیکھ کر تائید و نصرت
یہ دل سجدہ کناں ہونے لگا ہے

اور اپنی نازک حالت کی بنا پر ذاتی وصیت تک کردی تو قریش کے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ اپنا جانشین مقرر کردیں۔ آپؓ نے مشورہ کیا تو حضرت زبیرؓ کا نام آنے پر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جہاں تک میرا علم ہے وہ سب سے بہتر ہے اور وہ رسول اللہ کو بھی بہت زیادہ پیارے تھے۔

35 ہجری میں فتنہ پردازوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو خلیفۂ وقت کی حفاظت کے لئے بھجوایا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت زبیرؓ نے رات کے وقت نماز جنازہ ادا کرکے ان کی وصیت کے مطابق مضافاتِ مدینہ میں سپرد خاک کیا۔

حضرت زبیرؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی اور وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

ایک دفعہ رسول کریمؐ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے تو اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا اے حرا! تھم جا کہ تجھ پر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے کوئی نہیں۔

حضرت زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میرے جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ کی معیت میں زخمی نہ ہوا ہو۔

حددرجہ احتیاط اور خشیّت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ حضرت زبیرؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات بھی کثرت سے بیان نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب سے اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا مگر رسول اللہ کی اس تنبیہ سے ڈرتا ہوں کہ ”جس نے میری طرف غلط بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے“۔

خداخوفی، حق پسندی، بے نیازی، سخاوت اور ایثار بھی حضرت زبیرؓ کے خاص اوصاف تھے۔ امانت دیانت کا یہ عالم تھا کہ لوگ کثرت سے امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔

حضرت زبیرؓ مالدار انسان تھے۔ مگر اس سے کہیں بڑھ کر وہ فیاض تھے۔ آپؓ کے ایک ہزار غلام تھے جو روزانہ اجرت پر کام کرکے خاص رقم لے کر آتے تھے مگر کبھی آپؓ نے یہ مال اپنے اوپر خرچ کرنا پسند نہ کیا بلکہ جو آتا وہ خدا کی راہ میں صدقہ کردیتے۔

اصل ذریعہ معاش تجارت تھا۔ مال غنیمت سے بھی اس بہادر مجاہد نے بہت حصّے پائے۔ آپ کے تمام اموال کا تخمینہ اس زمانہ میں پانچ کروڑ دولاکھ درہم مکانات اور جائیداد غیر منقولہ کی صورت میں تھا۔ رسول کریمؐ نے آپؓ کو مدینہ میں ایک وسیع قطعہ برائے مکان اور بنی نضیر کی اراضی میں سے بھی ایک قطعہ زمین عطا فرمایا تھا۔

مقام جُرف اور وادی عقیق میں بھی آپ کی جاگیر تھی جو حضرت ابوبکرؓ نے عطا کی تھی۔

حضرت زبیرؓ بیان کرتے تھے کہ رسول کریمؐ نے میرے لئے اور میری اولاد کے لئے بھی دعا کی تھی۔ آنحضورؐ نے یہ بھی فرمایا: ”تم میں سے جس کا واسطہ زبیر سے پڑے تو زبیر اسلام کا ستون ہے“۔

حضرت زبیرؓ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی اور ان کی تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اپنے نو بیٹوں کے نام بدر اور احد میں شہید ہونے والے بزرگ صحابہ کے نام پر رکھے جیسے عبداللہؓ، حمزہؓ، جعفرؓ۔ اس تمنا کے اظہار کے لئے کہ خدا کی راہ میں قربان ہوجائیں۔ ان میں بھی اپنی طرح شجاعانہ رنگ پیدا کرنا چاہتے تھے۔

حضرت زبیرؓ کی طبیعت میں سادگی تھی۔ مال و دولت کی فراوانی کے باوجود اسراف کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ البتہ آلاتِ حرب کا بہت شوق تھا جو یقیناً جہاد کی محبت کی وجہ سے تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جو شورش ہوئی اس میں آپ کی رائے بھی قاتلین عثمانؓ سے قصاص کے حق میں تھی۔ جبکہ بلوہ کی صورت میں ہونے والی اس شہادت کے قاتلوں کی تعیین اور بار ثبوت اپنی جگہ ایک مسئلہ تھی۔ اس اختلاف رائے میں ہی حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے مابین جنگ جمل میں آمنا سامنا ہوا۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت عائشہؓ کے ہمراہ تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ اگر آپ ہمارا ساتھ نہیں دیتے تو ہمارے خلاف بھی کسی کی مدد نہ کریں۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپؓ کے مقابلہ سے دستبردار ہوجاؤں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں کیسے نہ پسند کروں گا جبکہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد ہیں اور دیگر فضائل بیان کئے جس پر زبیرؓ راضی ہوگئے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے بھی توجہ دلائی تو آپؓ میدان جنگ سے واپس لوٹ آئے۔ اس دوران ایک ظالم نے آپ پر حملہ کرکے شہید کردیا۔ حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ زبیر کے قاتل کو جہنم کی خبر دے دو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل کی طرف سے نیزہ کے پہلے اچانک حملہ کے بعد حضرت زبیرؓ نے دفاع کیا تو حملہ آور کو اندازہ ہوگیا کہ وہ بچ نہیں سکے گا تب اُس نے اللہ کا واسطہ دے کر امان چاہی تو آپؓ نے تلوار روک لی۔ اُس نے پھر ساتھیوں کی مدد سے آپؓ کو شہید کیا۔

حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ طلحہؓ اور زبیرؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم ان (جنتیوں) کے سینوں سے کینہ نکال باہر کریں گے۔ وہ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے بھائی بھائی ہوں گے۔ (الحجر:47)

حضرت زبیرؓ کی وفات پر حضرت حسانؓ بن ثابت نے اپنے اشعار میں کہا کہ حواری رسولؐ حضرت زبیرؓ نے نبی کریمؐ کی سنت اور آپؐ کے عہد پر خوب قائم رہ کر دکھادیا اور وہ جو کہتے تھے اس پر عمل کرتے۔ وہی مشہور شہ سوار اور بہادر انسان تھے کہ جب دن روشن ہوتا تو وہ حملہ آور ہوتے تھے (رات کو حملہ نہ کرتے)۔ جب جنگ میں گھمسان کا رن ہوتا تو وہ اسے دہکا کر سفید کرتے اور دوڑتے ہوئے پہلے موت کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے۔

حضرت زبیرؓ نے 64 برس کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 13 مئی 2009ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرۃ کے چند نقوش ماہنامہ ”خالد“ کے سیدنا ناصر نمبر سے منقول ہیں۔

☆ مکرم سعید احمد سعید صاحب لکھتے ہیں کہ جب مَیں کالج میں زیرتعلیم تھا تو مجھے اعصابی دورے پڑتے تھے اور اکثر کئی کئی گھنٹہ بیہوشی رہتی تھی۔ حضورؒ اُس وقت پرنسپل تھے۔ ایک روز دورہ پڑا تو حضورؒ اسی وقت ہوسٹل میں تشریف لائے اور اجتماعی لمبی دعا کی۔ جونہی دعا ختم کی تو مجھے ہوش آگیا۔ مَیں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ حضورؒ شفقت سے میرے پاؤں اور ٹانگیں دبا رہے ہیں۔ مَیں نے درخواست کی کہ حضور مجھے شرمندہ نہ کریں اور تشریف لے جائیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ تم نے سگریٹ پینی ہوگی! مَیں نہیں جاتا، تم سگریٹ پی لو، آج تمہیں اجازت ہے۔ مَیں بہت شرمندہ ہوا اور حضورؒ کی دعاؤں کے طفیل سگریٹ نوشی ترک کردی اور پھر اللہ کے فضل سے وہ بیماری بھی ختم ہوگئی۔

☆ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ حضورؒ کا اصول تھا کہ ہر شخص کو اس کا حق ملنا چاہئے۔ کسی کمزوری کی بنا پر اُس کو حق سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ایک دفعہ مَیں نے ایک غریب لڑکے کے لئے وظیفہ کی سفارش کرتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ ایک کمزور احمدی ہے اور اکثر اعتراضات میں حضورؒ کی ذات مبارک کو بھی شامل کرلیتا ہے۔ حضورؒ نے نظر اٹھا کر فرمایا: پھر کیا ہوا، بچہ ذہین ہے، پڑھتا ہے اور اتنا غریب ہے کہ اپنا خرچ نہ اٹھا سکے تو پھر اس کا حق ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔

☆ مکرم مولوی سید علی اکبر صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر خاکسار مجبوراً ربوہ نہ جاسکا۔ حضورؓ کی ذات کے ساتھ جو محبت تھی اُس کی وجہ سے ناسمجھی میں خلافت ثالثہ کی بیعت کرتے ہوئے یہ فقرہ بھی لکھ دیا کہ ”مَیں آپ کو خلیفہ تو تسلیم کرتا ہوں لیکن آپ کو حضور نہیں کہوں گا۔ میرے حضور تو وہی تھے جن کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔......“۔ چند دن بعد جواب آیا تو اُسے پڑھ کر شرمندگی اور پشیمانی سے میرے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا۔ حضورؒ نے لکھا: ”آپ مجھے اپنا نوکر کہہ کر پکار سکتے ہیں۔ مَیں تو اس جماعت کا ادنیٰ خادم ہوں“۔

☆ مکرم نذیر احمد صاحب خادم تحریر کرتے ہیں کہ 1974ء کے پُرآشوب دور میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد ایک حضورؒ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو حضورؒ نے فرمایا: ”ان لوگوں کے لئے بددعا نہیں کرنی“۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! اب تو حد ہوگئی ہے۔ فرمایا: ”مَیں اور جماعت ایک وجود ہیں۔ جو میرا عمل ہے جماعت کا بھی وہی عمل ہونا چاہئے“۔

☆ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب 1970ء میں حضورؒ کو گھوڑے سے گرنے کا حادثہ پیش آیا تو اس کے نتیجہ میں کمر کے ایک مہرہ کو ضرب آئی۔ شدید تکلیف تھی جو سانس لینے اور کھانسنے سے بھی ہوتی تھی۔ ایسی تکلیف میں بھی حضورؒ کو جماعت کا ہی خیال رہتا تھا کیونکہ اب حضورؒ پہلے کی طرح ملاقاتیں نہیں کرسکتے تھے اور احباب کے خط نہیں پڑھ سکتے تھے۔

☆ محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وفات سے چند روز قبل جب حضورؒ کی طبیعت اچانک ناساز ہوئی تو کمزوری کے باعث بات کرنا بھی دشوار تھا۔ ایسے میں حضورؒ نے الفضل میں اپنی صحت کے متعلق ایک بلیٹن شائع کرنے کا ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو صحیح صورتحال سے آگاہ کردو لیکن Exaggeration نہ ہو، اتنا پیار کرنے والی میری جماعت ہے۔“

حضورؒ اپنی ہر چیز کو ترتیب سے رکھتے۔ علالت میں بھی لیٹے ہوئے مجھ سے فرماتے کہ میری فلاں دوائی فلاں لائن میں اتنے نمبر پر ہے، وہ دیدو۔ ایک روز مَیں نے صفائی کرتے ہوئے حضورؒ کے عطر کی شیشیوں کی ترتیب ذرا بدل دی تو فرمایا کہ دیکھو تم نے میرے دس سیکنڈ ضائع کردیئے جو مجھے اپنا عطر ڈھونڈنے میں لگے۔ آپؒ فرمایا کرتے کہ جب مَیں جماعتی کاموں میں مصروف ہوتا ہوں تو اُس وقت مجھے کسی اَور بات کا خیال نہیں آتا۔

☆ محترم محبوب عالم خالد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ خلافت کے ایام میں رات کے دو اڑھائی بجے تک کام کرتے اور اُس وقت تک نہ سوتے جب تک کام ختم نہ ہوجاتا۔ وفات سے قبل رمضان میں ایک دن مجھے فرمایا کہ گزشتہ 36 گھنٹوں میں مَیں نے صرف دو گھنٹے آرام کیا ہے۔

1974ء میں ایک روز نماز جمعہ کے لئے حضورؒ گھر سے باہر تشریف لائے تو مَیں نے طبیعت کا پوچھا، فرمایا: طبیعت اچھی ہے مگر کئی دن سے سویا نہیں۔

☆ مکرم بشیر احمد رفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1967ء میں حضورؒ انگلستان تشریف لائے تو لندن ایئرپورٹ پر سینکڑوں احباب نے استقبال کیا۔ حضورؒ نے سفر کی تکان کے باوجود ایک ڈیڑھ گھنٹہ کھڑے رہ کر اُن سب افراد کو شرف مصافحہ بخشا اور بعض نے شرف معانقہ بھی حاصل کیا۔

1971ء میں جب مَیں حضورؒ کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا تو احباب کی ملاقات کا دن اور وقت گیارہ بجے مقرر تھا۔ اُس روز اچانک دس بجے حضورؒ کو شدید ضعف کا حملہ ہوا۔ محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے آکر مسلسل ایک گھنٹہ دوائیں وغیرہ دیں تو طبیعت کچھ سنبھل گئی۔ ملاقات کا وقت ہوا تو محترم میاں صاحب نے عرض کیا کہ حضور کو مکمل آرام کرنا چاہئے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ملاقاتی اتنی دُور سے تشریف لائے ہیں، یہ ناممکن ہے۔ انہوں نے یہ شرط عائد کی کہ حضور صرف مصافحہ فرمائیں اور کوئی گفتگو نہ فرمائیں۔ جب ملاقات شروع ہوئی تو اگرچہ چہرہ سے ضعف کے آثار نمایاں تھے لیکن حضورؒ نے پونے دو گھنٹے تک احباب میں تشریف فرما رہ کر گفتگو فرمائی۔

☆ حضورؒ کی صاحبزادی مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضورؒ کو خدا پر کامل توکّل تھا۔ رزق کے لئے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی پریشان نہیں ہوئے۔ ایک بار اپنا بٹوہ کھول کر مجھے دکھایا اور فرمایا: ”خدا تعالیٰ کا اس بٹوے سے یہ سلوک ہے کہ اسے کبھی خالی نہیں ہونے دیتا“۔

اکثر ایسے نظارے دیکھے کہ آپؒ جیب میں ہاتھ ڈالتے اور بے تحاشہ رقم غریبوں میں تقسیم کرتے چلے جاتے۔ Tip دینے کی بہت عادت تھی۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 13 اپریل 2009ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

ہے مداوا اس جہاں میں ہر کسی آزار کا
تُو ہی چارہ گر خدایا اس دلِ لاچار کا
جو حصار حق تعالیٰ میں ہوئے گوشہ نشیں
ڈر انہیں کچھ بھی نہیں ابلیس کی یلغار کا
تیرے حسنِ لازوال و بے خطا کے نُور سے
تیرہ شب میں بھی چمکنا حسن کی تلوار کا
ہم کو سینے سے لگا لے اے رفیقِ جانِ من
دَم گھٹا جاتا ہے پیارے اس ترے پیار کا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

13th April 2012 – 19th April 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 13th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:40 Japanese Service
01:00 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1996
02:50 Tarjamatul Qur'an class: recorded on 22nd November 1995
04:10 MTA Variety
05:00 Tabligh Seminar Germany: address delivered by Huzoor on 25th June 2011
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:10 Siraiki Service
09:00 Rah-e-Huda: rec. on 7th April 2012
10:35 Indonesian Service
12:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:10 Tilawat
13:30 Dars-e-Hadith
13:40 Maidane Amal Ki Kahani: interview with Munir Ahmad Muneeb
14:25 Bengali Service
15:25 Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Huzur's Jalsa Salana Address
19:30 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il
20:30 Friday Sermon [R]
22:00 Insight: recent news in the field of science
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 14th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 International Jama'at News
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th July 1996
02:05 Fiq'ahi Masa'il
02:35 Friday Sermon: rec. on 13th April 2012
03:50 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25 Rah-e-Huda: rec. on 7th April 2012
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Al-Tarteel
07:45 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 10th May 2008
08:40 Question and Answer Session: recorded on 8th December 1996. Part 2
09:40 Friday Sermon [R]
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Story Time: Islamic stories for children
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bengali Service
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30 Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30 International Jama'at News
21:05 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 15th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Friday Sermon: rec. on 13th April 2012
01:30 Tilawat
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th July 1996
02:45 Dars-e-Hadith
03:05 Friday Sermon [R]
04:15 Story Time: Islamic stories for children
04:35 Yassarnal Qur'an
05:00 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class
08:00 Faith Matters
09:05 Question and Answer Session: recorded on 5th November 1996. Part 2
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 8th July 2011
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon [R]
14:00 Bengali Service
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:05 Roohani Khazaa'in Quiz
16:30 Muslim Scientist
17:00 Kids Time
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:25 Real Talk
20:25 Quebec Winter Carnival
21:05 MTA Variety
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question and Answer Session [R]

Monday 16th April 2012

00:10 MTA World News
00:30 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:15 Quebec Winter Carnival
02:45 Friday Sermon: rec. on 13th April 2012
03:55 Real Talk
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th July 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel
07:05 MTA Variety
08:00 International Jama'at News
08:45 Rencontre Avec Les Francophones: French question and answer session. Recorded on 23rd December 1997
09:45 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 27th January 2012
10:55 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: rec. on 30th June 2006
14:00 Bengali Service
15:00 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Rah-e-Huda: rec. on 14th April 2012
17:30 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 MTA Variety [R]
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 17th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:35 Insight: recent news in the field of science
00:55 Al-Tarteel
01:25 MTA Variety
02:20 Quiz: between different schools in Pakistan
03:05 Friday Sermon: rec. on 30th June 2006
04:00 Jalsa Salana Speeches
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th July 1996
06:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 10th May 2008
08:00 Insight: recent news in the field of science
08:25 Attractions of Australia: rainbow lorikeets
09:00 Question and Answer Session: recorded on 5th November 1995. Part 2
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 22nd April 2011
12:00 Tilawat
12:10 Insight: recent news in the field of science
12:30 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bengali Service
15:00 Mosha'irah
16:00 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:40 Attractions of Australia [R]
17:10 Learning Arabic
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 13th April 2012
20:30 Insight: recent news in the field of science
20:40 Guftugu [R]
21:30 Attractions of Australia [R]
22:10 Seerat-un-Nabi (saw)
23:00

Wednesday 18th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
00:45 Yassarnal Qur'an
01:20 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 10th May 2008
02:10 Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
02:35 Attractions of Australia: rainbow lorikeets
03:15 Guftugu
04:05 Seerat-un-Nabi (saw)
04:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th July 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Dua-e-Mustaja'ab
06:55 Yassarnal Qur'an
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class
08:25 Aaina
09:15 Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 8th December 1996. Part 2
10:10 Indonesian Service
11:10 Swahili Service
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Al-Tarteel
13:10 Friday Sermon: rec. on 7th July 2006
14:20 Bengali Service
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
16:35 Fiq'ahi Masa'il
17:05 Aaina [R]
18:00 MTA World News
18:15 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema: address delivered by Huzoor on 16th August 2009
19:40 Real Talk
20:45 Al-Tarteel [R]
21:15 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:50

Thursday 19th April 2012

00:05 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:35 Fiq'ahi Masa'il
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th July 1996
02:05 Aaina
02:55 Real Talk
03:55 Al-Tarteel
04:50 Friday Sermon: rec. on 14th July 2006
06:00 Tilawat
06:15 Beacon of Truth
07:20 MTA Sports
08:15 Faith Matters
09:20 MTA Variety
10:15 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:05 Tilawat
12:20 Yassarnal Qur'an
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 13th April 2012
14:00 Tarjamatul Qur'an class
15:15 MTA Variety [R]
16:05 Faith Matters
17:10 MTA Sports [R]
18:30 MTA World News
18:50 Huzoor's Jalsa Salana Address
20:05 MTA Variety [R]
21:00 Faith Matters [R]
22:05 Beacon of Truth [R]
23:10 Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 06 April, 2012 | Issue No. 14

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ جنوری 2012ء)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(تیسری قسط)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ 1974ء کے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

''وہ تکالیف جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہیں ان کے نتیجہ میں انسان سست ہوتا ہے نہ ضعف کے آثار اس کے اندر پیدا ہوتے ہیں یعنی ضعف اور کمزوری پیدا نہیں ہوتی اور سستی پیدا نہیں ہوتی تو جوں جوں...... اس کے محبوب کی طرف سے آزمائش کی جاتی ہے اسی نسبت سے اس کے اعمال صالحہ میں وھن اور سستی کی بجائے شدت پیدا ہوتی ہے اور ضعف و کمزوری اور ناتوانی کی بجائے طاقت پیدا ہوتی ہے وہ اَور ابھرتا ہے جس طرح بچے ٹینس کی گیند اور ربڑ کی گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں...... جتنے زور سے گیند کو زمین پر پھینکیں اتنے ہی زور کے ساتھ وہ زیادہ اونچا ابھرے گا۔ تو انسان جب اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرلیتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کی آزمائش کے لئے اور اس کے ثواب میں زیادتی پیدا کرنے کے لئے اور اپنی محبت کا زیادہ حسین رنگ میں اظہار کرنے کے لئے اپنی مخلوق میں سے بعض کو اپنے اس بندے کو زمین پر پٹخنے کی اجازت دے دیتا ہے کہ میرے اس بندے کو زمین پر زور سے پٹخو! اور جب وہ پٹخا جاتا ہے تو وہ ایک کمزور ایمان والے کی طرح یا غافل کی طرح زمین کے ساتھ چپک نہیں جاتا بلکہ جتنے زور سے پٹخا جاتا ہے اتنا بلند ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 20 ستمبر 1974ء، خطبات ناصر جلد پنجم۔ صفحہ:646)

خدا تعالیٰ خود ظالموں کے لئے کافی ہو اور تمام مظلوم احمدیوں کو ایمان، اعمال صالحہ میں خارق عادت ترقیات نصیب کرتا چلا جائے۔ آمین

قارئین کے لئے ذیل میں نظارت امور عامہ سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ جنوری 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

آزاد کشمیر میں ایک احمدی کو اغوا کرنے کی کوشش

......کوٹلی، آزاد جموں کشمیر، 23/دسمبر: آزاد کشمیر کے علاقوں میں معصوم احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی تاریخ کافی پرانی ہے اور یہاں احمدیوں کو میسر ''بنیادی انسانی حقوق'' اور ''اظہار رائے کی آزادی'' قابل شرم حد تک ناکافی ہے۔ کشمیر میں متعدد سیاست دانوں کے نہ صرف انتہا پسند ملاؤں سے گہرے روابط ہیں بلکہ خوف خدا سے عاری یہ مخالف لوگ احمدی آبادی کے متعلق عوام کے سامنے اشتعال انگیز بیان بازی سے بھی نہیں چوکتے ہیں۔

اور قابل حیرت بات یہ ہے کہ زمین کے اس خطہ میں جہاں بے شمار حل طلب امور مدتوں سے تصفیہ کے منتظر ہیں وہاں احمدیوں کو غیر محفوظ خیال کر کے ان پر مظالم کا سلسلہ پورے زور وشور سے جاری وساری ہے۔

ذیل میں درج کیا جانے والا تازہ واقعہ آزاد کشمیر میں امن وامان کی صورت حال کی منظر کشی کر رہا ہے۔

مکرم پروفیسر طارق چوہدری صاحب کوٹلی کے رہائشی ہیں، ایک دن آپ اپنے ایک دوست کی دوکان میں بیٹھے تھے، انہوں نے دیکھا کہ ایک موٹر سائیکل سوار بار بار اس جگہ سے گزر رہا ہے اور لگتا ہے کہ وہ کسی کو تلاش کر رہا ہے۔ مکرم طارق صاحب اس دوکان سے اٹھ کر اپنے گھر کو چل دیئے لیکن ایک اور دوکان پر کچھ خریداری کے لئے رک گئے۔ وہاں انہوں نے محسوس کیا کہ وہی موٹر سائیکل سوار باہر منڈلا رہا ہے۔ مزید توجہ کرنے پر انہیں یقین ہو گیا کہ وہ شر پسند ان کے پیچھے ہے۔ تب آپ تیز قدموں سے اپنے گھر کی جانب چل پڑے لیکن سامنے دیکھا کہ سڑک کنارے دو گاڑیاں بھی کھڑی ہیں جن میں کچھ آدمی موجود ہیں۔

جب طارق صاحب ان کے پاس سے گزرے تو ڈرائیور نے ایک کار سٹارٹ کر کے ان کے آگے کھڑی کر دی۔ اس قدر گھمبیر صورت حال اور شدید خطرے کو دیکھتے ہوئے مکرم طارق صاحب نے بھاگ کر ایک قریبی گھر میں گھس کر پناہ لی۔ جس پر وہ بدمعاش فرار ہو گئے اور ایک اور احمدی اغوا برائے تاوان کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کا شکار بننے سے بچ گیا۔

اس واقعہ کے دس دن بعد صبح چھ بجے ایک آدمی نے طارق صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنا تعارف کروایا کہ وہ ٹیلی فون ایکس چینج سے آیا ہے تا ان کا فون ٹھیک کرے۔ لیکن پوچھنے پر گھر کا فون نمبر بھی ٹھیک سے نہ بتا سکا۔ جب اس نو وارد کو کہا گیا کہ وہ غلط پتہ پر آگیا ہے تو وہ آدمی اصرار کرنے لگا کہ وہ مکرم طارق صاحب کے گھر کی چھت پر سے گزرنے والی تاریں چیک کرنا چاہتا ہے۔ جس کی اس اجنبی کو اجازت نہ دی گئی۔

اسی دن صبح آٹھ بجے گھر کے گیٹ پر یہ پیغام آویزاں تھا: ''ہم لوگ تمہاری تمام نقل وحرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ تم ہم سے بچ جاؤ گے۔ بچو! ہم اس سے قبل ڈاکٹر شاہ محمد کو رات کے اندھیرے میں اغوا کر چکے ہیں اور اب تمہیں دن دیہاڑے اٹھالیں گے۔ تم لوگ ہمیں ہرگز روک نہیں سکتے ہو۔ ہم ہر آن تمہارا پیچھا کرتے رہیں گے۔ اور تمہارے پاس دو دن سے زیادہ وقت نہیں ہے۔ تم ہمارا یہ پیغام صبح پڑھ لو گے۔''

آفرین ہے خدا کے سچے مسیح ومہدی کے ماننے والوں پر جو پاکستان میں مسلسل خوف اور دہشت کے گھنے بادلوں تلے جی رہے ہیں۔ لیکن اپنے ایمان پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں۔

ایک احمدی نوجوان کے خلاف توہین کا جھوٹا مقدمہ

......خوشاب: قبل ازیں قارئین الفضل کے لئے خوشاب میں رہنے والے سکول کے طالب علم رانا سجیل احمد کی حالت زار کا تذکرہ کیا گیا تھا جس کو مولویوں نے ''گستاخی'' کے ایک جھوٹے مقدمہ میں پریشان کیا ہوا ہے۔

فسادی مولویوں کے خلاف اس معصوم احمدی بچے کی مدد کرنے کی بجائے سکول انتظامیہ اور پولیس مشترکہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح یہ احمدی خود اقرار کرلے کہ وہ توہین کا مرتکب ہوا ہے اور اس پر 295C کا مقدمہ چلایا جاسکے۔ لیکن سب کو علم ہے کہ پاکستان میں اس الزام کو قبول کر لینے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بچہ اپنے والد سمیت زندگی بچانے کے لئے روپوش ہے اور خود کو پولیس کے حوالے نہیں کر رہے ہیں۔

لیکن مولوی ہیں کہ وہ اپنے شکار کو اتنی آسانی سے چھوڑنے پر آمادہ نظر نہیں آرہے ہیں اور مسلسل گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ مثلاً مولویوں نے دو آدمیوں کو تیار کیا اور 2/جنوری کی رات انہیں معصوم احمدیوں کے گھر اتارا مگر وہاں ملزم کا بھائی اور والدہ موجود تھے علاوہ ازیں کچھ شیعہ محلّہ دار تھے جو مظلوم احمدی خاندان سے ہمدردی کرنے کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے۔

پاکستان کے حالات کا اندازہ کریں کہ کسی غیر کے گھر میں گھسنے والے ان آدمیوں کی جرأت دیکھیں کہ انہوں نے شیعہ لوگوں کو زبردستی خاموش کروادیا۔ اور مظلوم خاندان کے افراد، یعنی ماں بیٹے کو الگ لے جا کر ملزم کی روپوشی کی جگہ پوچھنے لگے۔ جب کوشش کے باوجود مطلوبہ معلومات نہ ملیں تو ان غنڈوں نے یہ دھمکی دی کہ تم لوگوں کو اس کا بہت برا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ اس دوران ہمسائے جاگ گئے تھے لہٰذا ان مشٹنڈوں نے فرار ہونے میں خیریت سمجھی۔

تحریک ختم نبوت کے متعلق چند تلخ حقائق

......اسلام آباد: تحریک ختم نبوت والے اکثر یہ دکھاوا کرتے ہیں کہ اس تحریک کا واحد مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے۔ مزید براں ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا کسی بھی طرح فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور عدم تشدد پر یقین رکھنے والے پرامن لوگ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ لبادہ اتنا کمزور اور زمینی حقائق سے متصادم ہے کہ آئے دن اس تحریک کے مولوی نہ صرف سیاست کرتے ہیں بلکہ بدامنی کے مرتکب ہوتے ہوئے سفلی کاموں میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ ذیل میں آسیہ بی بی کے مقدمہ کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو تحریک ختم نبوت کے مولویوں کی کارستانیوں کی پردہ دری کر رہا ہے۔ ایکسپریس ٹریبیون لاہور کے 21 جنوری کے شمارہ سے چند اقتباسات پیش ہیں:

......**آسیہ بی بی کا مقدمہ: الزام تراشی کرنے والا مولوی پیچھے ہٹنے لگا ہے۔**

اسلام آباد: (نامہ نگار) الف: ''لندن سے امداد'' مولوی ''قاری سلام'' کے قریبی دوستوں کے مطابق، اب یہ مولوی آسیہ بی بی کے مقدمہ کی مزید پیروی کرنے سے دستکش ہونا چاہتا ہے اور اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے بعض دوستوں کے سامنے بھی کیا ہے۔ لیکن اس صورت حال کی اطلاع ملنے پر ایک مذہبی تنظیم کے کارکن نے رابطہ کر کے مذکورہ بالا مولوی کو آسیہ بی بی کے معاملہ میں مزید جھوٹ بولنے پر آمادہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ ''ہم دوزخ تک اس عورت کا پیچھا کریں گے۔ پیسے کی فکر نہ کرو۔ ہم اچھے اور قابل وکیل کریں گے۔''

قاری سلام نے ایکسپریس ٹریبیون کو یہ بات ختم نبوت کے لندن چیپٹر کے بیٹے کے حوالے سے بتائی ہے۔

......ب: ''وکلاء کو دھمکیاں'' آسیہ بی بی کے مقدمہ کی شفاف کارروائی کی توقع تو عنقا ہوتی نظر آرہی ہے۔ کیونکہ تحریک ختم نبوت اور تحریک حرمت رسول کے نام پر سرگرم غنڈے اس مقدمہ کی مسلسل پیروی کر رہے ہیں اور امن وامان کے دشمن یہ لوگ جہاں وکلاء کی خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیتے ہیں وہاں قاری سلام کو بھی مقدمہ کی پیروی سے پیچھے ہٹنے کی صورت میں ڈرا دھمکا رہے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر4 پر ملاحظہ فرمائیں